یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

شرح قیمت معہ محصول ڈاک

سالانہ ششماہی

عام خریداران ممالک بیرون سے .. .. دس شلنگ چھ شلنگ

عام سے - - - - - - چھ روپے - چار روپے

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق للہ

بغیر چندہ سالانہ یا ششماہی وصول ہوئے اخبار جاری نہوگا۔

نمونے کا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفید

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی۔

مضامین مفید عام اور خبریں مفت درج کیجائینگی۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہئے روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری کے ذریعہ بھیجنا چاہیے۔ ورنہ مطبع ذمہ وار نہوگا۔

وکیل

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

THE VAKIL AMRITSAR

جلد ۶ | امرتسر - ۱۵ شہر جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ | نمبر ۲۴

وکیل

امرتسر مطبوعہ ۱۵ جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ جلد ۶ نمبر ۲۴

مخدومنا مولوی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار و سیاح یورپ سے استفادہ و حصول معلومات کی غرض سے سید مصطفے حسین صاحب کڈاپہ (احاطہ مدراس) سے تحریر کرتے ہیں کہ انہوں نے غالباً کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ امریکہ میں ایک ہل ایجاد ہوا ہے۔ جو بغیر مدد بیل کے دن میں دس بارہ بیگہ زمین پر قلبہ رانی کر سکتا ہے۔ اور اُسکی قیمت بھی تیس پینتیس روپیہ ہے۔ ہماری ملک میں دو بیلوں سے ایک ہل دن میں بمشکل ایکدو بیگہ زمین لکھ چکی ہیں کہ اُسمیں فن زراعت کی بھی ہزاروں کلیں موجود ہیں۔ پس اگر کوئی ایسا ہل ہو۔ تو وہ اُسکی قیمت اور بیچنے والے کارخانہ کے پتہ سے ہمارے ملک کو مطلع فرماویں۔ یہاں خوشحالی کے زمانہ میں بھی اسقدر زمین کاشت نہیں ہوتی جسقدر کہ ہونی چاہئے۔ یا کلوں کے استعمال کی صورت میں بآسانی ہو سکتی ہے۔ آجکل تو گذشتہ چند مہینوں میں بیشمار مویشی کے ضائع ہو جانیسے ایسی ہل کی اور بھی سخت ضرورت ہو گئی ہے۔

یہ ہے اُس استدعا کا خلاصہ جو سید صاحب مولانا سے کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ سید صاحب نے محض حافظہ یا کسی اخبار کی نیم فراموش شدہ تحریر پر بھروسہ کر کے یہ سوچنے کیطرف توجہ نفرمائی کہ ہل کو چلانیکے لئے کسی نہ کسی طاقت کا وجود لازمی ہے بیل نہونگے تو اُنکی جگہ کوئی اور طاقت۔ حیوانی۔ یا دخانی۔ یا برقی کا انتظام کرنا پڑیگا۔ ایسا کوئی ہل روئے زمین پر موجود نہیں نہ ہو سکتا ہے کہ وہ گھڑی کے پرزوں کیطرح کلاک ورک کے طریقہ پر ایکدفعہ کنجی لگا دینے سے بغیر کسی اور طاقت کے خود بخود زمین کو جوتتا پھرے۔ یورپ و امریکہ میں بیشک کسان ایک ہل سے دن میں سو سو بیگہ زمین جوت لیتے ہیں۔ مگر فی الحقیقت وہ ایک ہل نہیں ہوتا۔ ایسے ہلوں میں بھی جو حیوانی طاقت سے چلائے جاتے ہیں عموماً تین تین چار چار پھالے ہوتے ہیں۔ اور ویسے ہی ایسے ہل کے آگے چھ چھ اور آٹھ آٹھ گھوڑے جتے ہوتے ہیں۔ دخانی طاقت سے ایسے کئی ہل ایک ہی وقت چلائے جا سکتے ہیں۔ ایک انجن اور ایسے دو چار ہل ڈیڑھ دو ہزار روپیہ سے کم میں نہیں مل سکتے اور انجن کا یومیہ خرچ ایندھن وغیرہ کے متعلق آٹھ دس روپیہ سے کم نہیں ہوتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارے دہقان جو ایک جوڑی بیل کی استطاعت نہیں رکھتے ایسی کلیں استعمال کرنیکی خواب میں بھی تمنا نہیں کر سکتے ہاں متمول زمیندار اگر توجہ کریں تو نہری اور سیراب علاقوں میں ان کلوں سے بہت فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ چنانچہ سید صاحب کی تحریر کا لب لباب اس غرض کیلئے نہیں کہ مولوی محبوب عالم صاحب انکو کسی ایسی ہل کے بہم پہنچانیمیں جسکی سید صاحب سے تشریح کی ہے مدد دیں۔ بلکہ اس خیال سے درج کیا گیا ہے۔ کہ مولویصاحب ممدوح اس سبجکٹ کو اسطرف توجہ ہو جائے۔ اور مہذب ممالک کے زمینداروں کی طرح وہ بھی جدید آلات و ایجادات کی مدد سے اپنی اپنی اراضیات سے پورا پورا فائدہ اُٹھانیکے قابل ہو جائیں۔

اعلیحضرت خلیفۃ المومنین کے پچیس سالہ عہد حکومت کے جشن مسعود کے متعلق گورائٹر ایجنسی نے صرف انگریزی امیر البحر کی شرکت مع افسران اور انگریزی بیڑہ پر چراغان ہونیکی خبر دینے پر ہی اکتفا کر کے اُسکی دھوم دھام اور تیاری و رونق کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ لیکن یہ مختصر خبر ہی اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ جب ایک دوسری سلطنت کا کل بیڑہ متعینہ بحیرہ روم قسطنطنیہ سے سینکڑوں میل کے

فاصلہ پر ایک تکیہ جزیرہ میں لنگر زن ہونیکی باوصف اس تقریب سعید کی خوشی میں آراستہ و منور کیا گیا۔ تو خاص پایہ تخت اور ممالک محروسہ عثمانیہ میں ان دنوں جوش وفاداری و اخلاص و محبت کے اظہار کا یقیناً کوئی پایان نہ رہگیا ہوگا۔ اسیطرح جشن مذکور کے سب طرح سے بخیر و عافیت ختم ہونیکی شہادت بھی رائٹر ایجنسی کی متذکرہ صدر خاموشی سے مل رہی ہے۔ خداوند کریم اس خادم اسلام وملت مخدوم اور بادشاہ بیدار بخت اور اسلامی دنیا کو اپنے حبیب کے صدقہ ایسے بیشمار جشن اور خوشیاں منانیکی مسرت سے بہرہ اندوز فرمائے۔ آمین۔

شمالی ہندوستان کے مسلمانوں نے اس مبارک موقعہ پر اگرچہ ہوشیارپور کے ہونہار مسلمان طلبا کے ماسوائے اپنی معمولی سہل انگاری سے کام لیکر کوئی قابل ذکر اظہار مسرت نہیں کیا لیکن کراچی۔ بمبئی۔ مدراس۔ کلکتہ کوچین۔ تلچری۔ پٹنہ وغیرہ دیگر بلاد ہند کے مسلمانوں نے اپنے پرجوش اظہار خلوص و عقیدت سے اپنے دوسرے بھائیونکی خاموشی کی کافی تلافی کردی ہے۔ اور سب سے بڑی خوشی اس امر کی ہے کہ جہاں کہیں مسلمانوں نے بارگاہ سلطانی میں تہنیت و مبارکباد کے بھیجنے اور خداوند کریم کا شکرانہ ادا کرنے کے لئے اس تقریب سعید پر جلسے کئے۔ وہاں کے حکام والا منزلت نے ان جلسوں کو بارونق بنانے میں کسی قسم کی مدد سے دریغ نہ کیا۔ نواب گورنر بمبئی نے بصد خوشی مسلمانونکو نہ صرف اجازت دی بلکہ خوب دل کھول کر خوشی منانیکا شوق دلایا۔ مدراس میں مسلمان ملازموں کو نصف یوم کی رخصت دی گئی۔ اور وہاں کے ہندو یورپین معززین بھی بہ تعداد کثیر ترکی قونصل حاجی عبدالعزیز بادشاہ کے جلسہ میں شریک ہوئے اور ایک ہندو ڈاکٹر صاحب نے بزبان انگریزی تقریر کرکے سلطان المعظم کے اوصاف حمیدہ کی صفت و ثنا کی۔ متذکرہ صدر شہروں میں سے اکثر میں اُسدن ہزاروں غربا کو کھانا بھی کھلایا گیا۔ مگر کیا اچھا ہوتا اگر حجاز ریلوے کا بمشکوری و امتنان ذکر کرنیکے ساتھ ہی جیسا کہ تقریباً ہر تقریر کنندہ نے کیا اُسکی تکمیل میں حتی الوسع مدد کرنیکی ترغیب بھی ہر مسلمان کو اس موقعہ پر دلائی جاتی

وکیل اپنے ناظرین کی طرف سے حضرت خلافت پناہی کی بارگاہ سلطانی میں مندرجہ ذیل قصیدہ مبارکباد جسے ایک عرب عالم متبحر نے موزوں کیا ہے بصد ادب پیش کرتا ہے:۔

تهنية سنية ومدحة بهية نرفعها بيد الاخلاص والعبودية للسدة الملوكية والذات الحميدية ذات جلالة امير المؤمنين وخليفة رسول رب العالمين وامام المسلمين سلطان البرين وخاقان البحرين وخادم الحرمين الشريفين السلطان الاعظم والمليك الاكرم الافخم ذو الشوكة والجلالة والمهابة والتمجيد سيدنا ومولانا السلطان الغازي عبد الحميد خان نصره الرحمان وابقاه مدى الزمان ما تعاقب النيران آمين آمين

اعياد سلطاننا للصفو انصار	فكم لها في رياض اليمن اطيار
تشدو بما امتاز مولانا المليك به	من المزايا التي في حصرها حار و
اولو البلاغة من عرب ومن عجم	اجل فانه غيث الخير مدرار
بحر المكارم والاحسان اجمعه	كم قد جرت منه للاسلام انهار
طليكنا من غدت غرا مآثره	كالشمس حسناً وما للشمس انكار
عبد الحميد الذي لولاه ما سطعت	للعلم شمس ولا للدين انوار
تذكر و(عيده الفضي) قاطبة	يا مسلمو الارض ما قد دامت اعصار
عيد الجلوس لمولانا الخليفة قد	ضائت به مدن الدنيا وامصار
عيد يخبرنا ان الخليفة قد	مضى له وهو للاسلام نصار
خمس وعشرون عاماً والانام بها	دنت لهم من غصون العلم اثمار
تذكري امة الاسلام وابتهجي	فقد اتاحتك رفع القدر اقدار
تذكري اذ رقى عرش الخلافة من	وقاك لما المت فيك اخطار
فبدل الخوف في امن وفي سعة	ضيق المعيشة بحر الخير زخار
رأى الحجاز احاطت فيه اخطار	وبالحجيج صعاب دونها النار
فانشاء السكة الات يكون بها	حفظ الحجاز وما في ذاك انكار
وتستذل صعوبات الطريق له	فللحجيج تهون اليوم اسفار
ومذ رأى الهند قد اودت به محن	قط دعى اهله في حالهم حار و
امدهم بجنود المال ملجئهم	عبد الحميد فزالت عنهم الدار
نعم الامير امير المؤمنين فقد	نالت عطاياه اسلام وكفار
پادشاهم چو ق بيشا	فلتهنأ الدين والدنيا واهلها بعيده وتقر اليوم انظار
	فليعش سلطاننا

مسٹر ٹلری ہندوستان کے ایک مشہور انگریز کارخانہ دار ہیں۔ جنکی کوٹھی کی شاخیں پنجاب کے بھی اکثر شہروں میں موجود ہیں۔ اس نیک نہاد اجنبی کو ہندوستانیوں سے جسقدر محبت اور خاصکر ہندوستانی صنعت و حرفت کو قائم رکھنیکا جسقدر خیال ہے اُسکا عشر عشیر بھی شاید کسی ہندوستانی کو نہوگا۔ وہ ہمیشہ ملکی صنائع کی ترقی کی تدابیر سوچتے اور اُنکو شائع کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں آپنے کلکتہ میں ایک لکچر دیا جس میں ہندوستانی دستکاریونکی تباہی پر افسوس ظاہر کرکے اسکے اسباب بیان کئے۔ اور فرمایا کہ ہندوستان میں اب بھی اعلیٰ درجہ کے بیشمار صناع موجود ہیں۔ جو روزگار نہ رہیجانیکی وجہ سے بھوکے مر رہے ہیں ہندوستان کو صنعتی مدارس کی ضرورت نہیں۔ ذاتوں کے تقید نے صنائع کی تعلیم و قیام کا عمدہ بندوبست کر رکھا ہے پیشہ ور اولاد کو آبائی صنعت سکھالنے رہنے سے صنعتی مدارس کا کام بڑی عمدگی سے دے رہے ہیں ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ابنائے ملک دیسی ساخت کی چیزونکی طرف مائل ہوجانے سے ملکی صناعوں کیلئے روزگار بہم پہنچائیں۔ اور گورنمنٹ بھی حتی الوسع دیہاتی و قصباتی صناعونکی حوصلہ افزائی کرتی رہے الغرض کے لئے وہ مشترکہ سرمایہ کی ایک کمپنی بنانیکی تجویز کرتے ہیں۔ جسکا مدعا یہ ہو کہ دیسی صناعوں کی تیار کردہ اشیا کو خود ملک میں اور ممالک غیر میں فروخت کرے۔ اور ساتھ ہی گورنمنٹ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ حصہ داروں کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کمپنی کے منافع کی ایک مناسب مقدار تک ضمانت اٹھائے یا اُسکے لئے کچھ سالانہ رقم بطور امداد کے مقرر کرے +

مسٹر ممدوح کی آخری تجویز کی سودمندی اور برجستگی بلکہ اشد ضرورت سے کسیکو انکار نہیں ہوسکتا لیکن ویسے ہی صنعتی مدارس کی عدم ضرورت کے ریمارک سے بہت کم کو اتفاق ہوگا۔ کل وجوہ اختلاف کی تشریح طوالت کا باعث ہوگی۔ اسلئے صرف چند ایک کے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ پیشہ ور اپنی اولاد کو آبائی ہنر بیشک سکھا رہے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ بالعموم خود بیعلم ہوتے ہیں۔ اُنکی اولاد بھی مدرسے میں داخل ہونے پر بدستور بیعلم رہتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بیعلمی سے بڑھکر کوئی اور چیز مضرت رساں نہیں۔ یورپ و امریکہ کی ترقی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ وہانکا تقریباً ہر فرد بشر نوشت و خواند پر قادر ہے۔ ہندوستان میں موجودہ تعلیمی صورت یہ ہے کہ اگر اولاد باپ سے ہنر سیکھے تو علم سے بے بہرہ رہتی ہے۔ اور اگر مدرسہ میں جائے تو ہنر سے معرا۔ جدید صنعتی مدارس ان دونوں ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ اور جب تک ہمارے ملک میں بھی ایسے مدارس بکثرت قائم نہونگے۔ ملک کی حقیقی ترقی کا ایک بڑا ذریعہ مفقود رہیگا۔ ذات کا تقید ابتک بیشک ملک میں ایک حد تک قائم ہے۔ لیکن اس انتظام کی ہیئت انگریزی حکومت کے وقت سے بہت کچھ بدل گئی ہے۔ اکثر پیشہ وروں کی اولاد تعلیم پاکر ملازمت پیشہ کے میدان میں داخل ہوگئی ہے۔ لیکن ملازمت پیشہ طبقہ کی اولاد اس میدان سے نکلنے کا ابتک نام نہیں لیتی۔ جو دوسری جماعتونکے داخل ہوجانے سے بہت کچھ تنگ ہوگیا ہے۔ اور اسطرح ملازمت پیشہ خاندانونکی حالت بہ نسبت سابق بہت ردی ہوگئی ہے۔ لیکن اگر نوشت و خواند اور صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے باقاعدہ مدارس جاری ہوجائیں۔ تو ملازمت پیشہ طبقہ کی یہ جھوٹی شیخی خود بخود دونوں میں جاتی رہیگی اور وہ کسی پیشہ کو حقیر سمجھنے کے خبط سے باز آجائینگے

اسبارہ میں ہمعصر ہندوستانی کا یہ ریمارک بالکل درست ہے۔ کہ "بعض ذاتوں نے خواہ مخواہ شیخی سے بعض پیشوں کو ذلیل قرار دیا ہے۔ وہ شیخی سوائے سکول کے دور نہیں ہو سکتی ہے۔ بڑھئی گری نہ کرینگے کہ آٹھ آنہ روز پیدا کریں مگر بڑھئی اور لوہار کی دوکان پر ڈیڑھ آنہ روز پر مزدوری کرنے میں تامل نہیں ہے۔ اسی شیخی کے دور کرنیکے لئے اسکولوں کی ضرورت ہے کہ اعلیٰ ذاتوں اور قوموں کی ہندوستانی دستکاری سیکھیں اور شرم مٹائیں اور سمجھیں کہ ایمانداری سے مزدوری کر کے روٹی کمانیوالا کسیطرح سے ۳ یا ۴ آنہ روز کے اہل قلم سے کم وقار نہیں رکھتا ہے"

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ابنائے ملک کا مذاق ہمیشہ یکساں نہیں رہتا۔ اور خواہ وہ کیسی محب وطن ہوں نئے مذاق کے مقابلہ پر ملکی دستکاری کی سرپرستی کیطرف بمشکل مائل ہو سکتے ہیں۔ یہ علم اور لکیر کے فقیر دستکار نئے مذاق کی کبھی پیروی نہیں کر سکتے۔ اگر انکی سچی ہمدردی مقصود ہے۔ تو لازم ہے کہ اُن کو زمانہ کے مذاق اور ضروریات کو سمجھنے کے بھی قابل بنایا جائے۔

مسٹر ٹکری فرماتے ہیں کہ ساز۔ خیمہ۔ بوٹ۔ شو۔ دیگر اقسام کے چرمی سامان۔ بید کے صندوق۔ اور کرسیاں وغیرہ۔ بانس کا اسباب۔ سفر کے چرمی ٹرنک اور صندوق۔ آہنی صندوق۔ تولیہ۔ زین پوش تکیہ۔ لحاف۔ ٹوپیاں۔ برش۔ عورتوں مردوں اور بچوں کی بنیانیں۔ چٹائیاں۔ سگار۔ سگرٹ۔ صابون۔ بسکٹ۔ چاء۔ قہوہ۔ اچار۔ چٹنیاں اور خاصکر دریاں جسقدر ہندوستان سے بھیجی جائیں مغربی ممالک میں بک سکتی ہیں +

یورپین اخبارات نے شروع اگست میں شاید جشن سالگرہ کیطرف سے لوگوں کی توجہ کو ہٹانیکے لئے مظالم آرمینیا کے جدید افسانے اور قصے پھر شائع کرنے شروع کر دیئے۔ مگر ترکی گورنمنٹ نے جب بعض سفراء کی شکایت کا معقول جواب دیدیا۔ تو اپنا سا منہ لیکر رہگئے۔ بطور نظیر ٹائمز مورخہ ۱۰ اگست کی تحریر کا لب لباب درج کر دیا جاتا ہے:۔ وہ لکھتا ہے:۔ "بطلس سے خبر آئی ہے کہ ضلع ساسون کے چھوٹے سے ارمنی موضع سپاگانگ کے باشندے قتل کر دیئے گئے ہیں۔ جنرل علی پاشا کمانڈر بطلس کی زیر کمان فوج نے بلا تمیز مرد و زن و بچہ جنکی تعداد ۶۰۰ سے لیکر پانسو تک بتائی جاتی ہے سب کو قتل کر دیا۔ اور گاؤں جرنیل کے حکم سے جلا دیا گیا قتل عام میں کرد فوج کے ساتھ شریک تھے۔ اسی ضلع میں تین اور گاؤں لوٹ لئے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فوج ان مواضع میں مجرمان بغاوت کی تلاش میں گئی تھی ۱۸۹۴ء میں بھی اس ضلع میں خوفناک کشت و خون ہوا تھا۔ انگریزی سفارت نے اطلاع پہنچنے پر بالعالی کو ادھر توجہ دلائی تو جواب ملا کہ یہ خبر مبالغہ آمیز ہے۔ بالعالی کو سرکاری طور پر اطلاع پہنچی ہے کہ ارمنی ڈاکوؤں نے فوج کا مقابلہ کیا۔ جسمیں صرف ۱۶ ڈاکو ہلاک ہوئے۔ تاہم اگر فوج کی طرف سے کچھ زیادتی ظہور میں آئی ہوگی تو اسکا سخت تدارک کیا جائیگا۔ فرنچ اور روسی سفراء نے بھی بالعالی کو ساسون کے معاملہ کیطرف توجہ دلائی ہے۔ چند روز ہوئے کہ دوں فی وان کے انگریزی نائب قونصل میجر مانسل پر جبکہ وہ ضلع میں دورہ کر رہا تھا حملہ کیا۔ ہمراہیوں کو بھگا دیا۔ ترجمان کو زخمی کیا اور اسباب لوٹ لیا۔ انگریزی سفارت نے بالعالی سے سخت مطالبہ کیا ہے کہ حکام وان کو مجرموں کی گرفتاری و سزا دہی اور مال مسروقہ کی بازیابی کا حکم دے۔ دو مہینے ہوئے فرنچ قونصل پر جبکہ وہ دیاربکر سے اسکندرونہ کو جا رہا تھا ایک کرد نے بندوق سر کی۔ مجرم فرنچ سفیر کے متواتر تقاضہ کے باوصف ابتک گرفتار نہیں کیا گیا۔ ان واقعات سے افواہاً سنا گیا ہے کہ سلطان المعظم کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ چنانچہ ۱۰ اگست کو جبکہ وہ باغ کی سیر کر رہے تھے غش کھا گئے۔ اور اسوقت سے ۱۸ اگست تک صاحب فراش رہے۔ مگر اس افواہ کی تصدیق یا تردید نہیں کیجا سکتی"

خدیو کی نسبت بھی رائٹر ایجنسی خاموش ہے کہ آیا وہ جشن سالگرہ میں قسطنطنیہ جاکر شامل ہوئے یا یورپ سے سیدھے مصر کو واپس چلے گئے۔ ۱۷ اگست تک مصری اخبارات میں یہی درج ہے کہ خدیو باغلب وجوہ قسطنطنیہ ہو کر واپس آئینگے۔ مگر ٹائمز مورخہ ۱۰ اگست بقول ایک آسٹرین اخبار کے راوی ہے:۔ کہ خدیو نے جو شروع اگست میں وائنا پہنچ گیا تھا قسطنطنیہ کے راستہ مصر جانیکا عزم بدل دیا ہے۔ اب وہ البانیا اور سالونیکا کے راستہ واپس جائیگا۔ یہ راستہ اسلئے پسند کیا ہے کہ وہ البانیا میں ایک البانوی پیر صد سالہ کو ملنا چاہتا ہے۔ جو اُسکے جد امجد محمد علی کی فوج میں داخل تھا۔ اور ابراہیم پاشا کے زیر کمان آزادی یونان کے محاربہ اور محاربات شام میں بڑی دلاوری سے لڑا تھا۔ خدیو نے اُسے مصر بلایا تھا۔ مگر پیرانہ سالی کی وجہ سے وہ اس دعوت کو قبول نکر سکا تھا۔ بہرحال اگلے ہفتہ معلوم ہو جائیگا کہ خدیو اپنے شہنشاہ کی قدمبوسی کو گئے تھے یا نہیں +

ولایتی اخبارات نے لکھا ہے کہ سلطان المعظم نے ہندوستان اور ٹرکی میں براہ راست ایک مستقل سلسلہ تار برقی قائم فرمانیکا حکم دیا ہے۔ ابتک ہندوستان سے زیادہ تر راہ ایران و روس یورپ کو تار بھیجے جاتے تھے۔ اس لائن کی تکمیل پر جسے حتی الوسع جلد تیار کرنیکا حکم نافذ ہوا ہے برقی ٹریفک زیادہ تر ترکی لائن کیطرف منتقل ہو جائیگی۔ اس لائن کیلئے خلیج فارس کے بندرگاہ فاؤ سے جہاں ایرانی سلسلہ ترکی سلسلہ کو ملتا ہے بغداد تک اور پھر بغداد سے دو لائنیں ایک براہ دیاربکر اور دوسری براہ حلب قسطنطنیہ تک تیار کیجائینگی۔ خرچ تیس چالیس ہزار پونڈ کے درمیان اندازہ کیا گیا ہے۔ اور کام شروع ہو چکا ہے۔ دوسری لائنوں کی نسبت اس لائن پر شرح محصول فی لفظ نصف فرنک کم رکھی جائیگی۔ تاکہ لوگ اُسکی طرف راغب ہو جائیں +

ٹرانسوال کے الحاق کے اعلان سے بیشک جیسے کہ بعض انگریزی معاصرین نے رائے ظاہر کی ہے۔ دوسری قوموں کو انگلستان پر دغا و بے ایمانی کے اتہام لگانیکا خاصہ موقعہ ملجائیگا کیونکہ لارڈ سالسبری علی رؤوس الاشہاد کہہ چکے ہیں کہ ہم کو جدید علاقہ کی تمنا نہیں۔ نہ اُسکے لئے ہم نے جنگ کی ہے بقول پاؤنیر مصر کا معاملہ اس سے بھی زیادہ مذبذب ہے کیونکہ مسٹر گلیڈسٹون وزیر اعظم نے حالانکہ ابھی انگریزی فوج مصر میں پہنچی بھی نہ تھی کہ مصر کو خالی کر کے واپس آجانیکا حلفی وعدہ و اقرار کر دیا تھا۔ اور اُسکے بعد دوسرے وزراء بھی اس اقرار کا تکرار کرتے رہے ہیں۔ مگر دول ایفاء وعدہ کا تقاضا کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ ابتک پورا نہیں کیا گیا۔ الغرض مصری معاملہ سے بڑھکر بدعہدی کی کوئی نظیر نہیں ہو سکتی۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ وزراء اسوقت کے لئے اپنی خلاصی کرانے یا فریق مخالف کو مخالفت سے باز رکھنے کیلئے لاپروائی سے ایسے وعدے وعید کر دیتے ہیں۔ جنکے ایفاء کا درحقیقت وہ کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور اسطرح اپنی آسانی کیلئے قومی عزت کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔ چند تازہ خبریں مظہر ہیں کہ الحاق ٹرانسوال کے اعلان کو یورپین اخبارات نے سخت ناپسند کر کے بروئے قوانین بین الاقوام نے جایز بتایا ہے۔

مہاراجہ گوالیار بھی مہم چین میں شامل ہونیکے لئے چین جاتی ہیں۔ وہ غالباً جنرل گسبلی کے سٹاف میں داخل ہونگی جو تبت پر بگیڈ کا کچھ حصہ روانہ ہو چکا تھا کہ باقی حصہ کی روانگی روک دیگئی تھی۔ مگر دوسرے ہی دن پھر حکم جاری ہو گیا کہ باقیماندہ حصہ بھی روانہ ہو جائے۔

سرحد ہندوستان پر صرف وزیرستانی حصہ ایک ایسا ٹکڑا ہے جہاں ۱۸۹۷-۹۸ء کے محاربات کے بعد بھی برابر مشکلات برپا رہی ہیں۔ باقی کل حصوں میں تقریباً خیریت رہی ہے۔ سوات دیر بالکل بالامن ہے ہیں ہندی گو چہ منہ سو جائی ہوئی ہیں مگر پھر بھی خاموش ہیں۔ آفریدی گاہ گاہ ناراضی ظاہر کرنیکو سوا اور سطرح ساکن رہے ہیں۔ یہی کیفیت اورکزئیوں کی ہے گو سمانہ کی چوکیوں پر ابتک آنکی نظریں گڑی ہوئی ہیں۔ وادی کورم کے قبائل نے توریوں پر کبھی کبھار یورش کرنے کے سوا کوئی تجاوز نہیں کیا۔ اور ان علاقوں میں لارڈ کرزن کی جدید سرحدی پالیسی کے مطابق ملیشیا فوجکی تیاری و ترتیب کا کام بھی کم و بیش مکمل ہو گیا ہے لیکن وزیرستان میں ابھی تک بتعداد معقول سرکاری فوج مامور ہے۔ اور جب تک وزیریوں کی اصلاح نہ ہو لے وہاں ملیشیا فوجکی تیاری کی کوئی صورت نظر نہیں آتی سرکار انکے ملکوں کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ دیتی ہے۔ لیکن ملکوں کو عوام پر اسقدر اقتدار حاصل نہیں کہ انکو شرارت سے باز رکھ سکیں۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ملک سرکاری وظیفہ کو خود ہی خورد برد کر جاتی ہیں۔ شروع سال میں نواب لفٹنٹ گورنر نے دربار کر کے جب ملکوں سے عہد و پیمان لیا تھا۔ تو اس نواح میں بھی آئندہ کیلئے قیام امن کی بڑی توقع ہو گئی تھی جسے وزیریوں کی طبعی بےچینی نے جلد باطل کر دیا۔ پچھلے دنوں مدد یش خیل اور محسود وزیریوں میں سخت خانہ جنگی برپا رہی۔ اور یہ عام خیال ہو گیا کہ موسم سرما میں وزیرستان پر ضرور فوجکشی ہو گی لیکن اس افواہ کی ابھی تک تصدیق نہیں ہوئی۔ اکثر اہل الرائے اور خود نواب وائسرائے ایسی مہموں کو ناپسند کرتے ہیں۔ انکی رائے ہے کہ اگر فوجکشی ضروری ہو تو ایسی اہتمام سے کیجائے کہ سرکشوں کو برسوں تک سبق فراموش نہ ہو۔ اگر وزیری راہ راست پر نہ آئے۔ تو سردست غالباً اس تدارک پر اکتفا کیا جائیگا کہ انکی آمد و رفت تجارت لین دین انگریزی علاقہ کے ساتھ قطعاً بند کر دیجائیگی۔ اس ممانعت سے وزیرستان میں کئی اجناس کا قحط پڑ جائیگا اور انگریزی علاقہ میں محنت مزدوری اور بیوپار کر کے جو لاکھوں روپیہ سالانہ پیدا کیا کرتے تھے اُنسے محروم ہو جائینگے۔ یہ اخلاقی سزا بدنی سزا سے باغلب وجوہ کئی گنی زیادہ موثر ہوگی +

سر سید احمد میموریل فنڈ۔ پیرجوان ہمت و مایہ فخر و ناز قوم خان بہادر ڈپٹی برکت علی خانصاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب تحریر فرماتی ہیں:۔ منشی واجد علی خانصاحب طالبعلم مدرسۃ العلوم دو ہفتہ سے زاید گزرا کہ لاہور منجانب سر سید احمد میموریل فنڈ ایسوسی ایشن آئے ہیں اور چندہ موعودہ و جدید میموریل فنڈ اور نیز کالج کیواسطے ہر ایک تسمہ کا چندہ وصول

ریویو۔ از قلم بابو عطا محمد صاحب ٹبالوی

(۱) موتیوں کا ہار یا عقد گوہر

جناب مولوی محمد حسین خاں صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیشنل ڈویژنل جج لاہور نے براہ عنایت و نوازش ایک نسخہ مثنوی مندرجہ عنوان کا اس نیازمند کو عطا فرماکر کمال ممنون اور مشکور فرمایا۔ مولویصاحب ممدوح کا پایہ علمی کیا باعتبار جامع علوم ہونیکے اور کیا باعتبار ایک مترجم کے اور کیا باعتبار انکی قابلیت جوڈیشل افسر ہونے کے ایسا عالی ہی کہ محتاج بیان نہیں۔ پبلک کو اُنکی ان لیاقتوں اور قابلیتوں کا بار بار اندازہ ہوچکا ہی اور ہر طبقہ کے اشخاص جو علمی جوہری ہیں انکا اعتراف کرچکے ہیں مجھہ سی ہیچمدان سی نہ تو انکی قابلیتوں کا بیان ہوسکتا ہی اور نہ ہی میرا یہ حوصلہ ہی کہ میں انکا صحیح اندازہ کرسکوں۔ تاہم میرا اب تک یہ خیال تہا کہ مولوی صاحب ممدوح بیشک اور علوم اور فنون میں اعلیٰ رتبہ رکھتے ہیں مگر شعر و شاعری میں انکا مذاق بہت کم ہوگا۔ نہ اسلئے کہ اُنکی طبیعت رسا کو اسکا اکتساب کوئی مشکل امر تہا بلکہ اس لئے کہ یہ انکا ادنی مرتبہ ہی کہ وہ اسطرف توجہ کریں۔ لیکن میری اس خیال کی تکذیب مولینا ممدوح کی اس مثنوی سے ہوگئی معلوم ہوتا ہی کہ یہ فن نہ انکو بروئے اکتساب حاصل ہوا ہی بلکہ وہبی طور پر یہ لیاقت بہی انکی ذات بابرکات میں اللہ جلشانہ نے ودیعت رکہی ہوئی تہی اور اُسکا ظہور ایسی عمدہ پیرایہ میں ہوا کہ جو الزام ایشیائی شاعری پر مدت ہائے دراز سے چلا آتا تھا۔ انکی اس مثنوی نے اُسکا قلع قمع کردیا۔ اور یہ ثابت ہوگیا کہ ایشیائی شاعری بذات خود کوئی بُری چیز نہیں ہی۔ بلکہ اگر کوئی صاحب اس سی چاہیں تو عمدہ کام لے سکتے ہیں جو انسانوں کی صرف معاشرت پر نہیں بلکہ معاد پر بہی اُسکا قوی اثر ہوسکتا ہی۔ مولوی صاحب نے مولینا روم صاحب کی مثنوی کی چند حکایات کے مضامین کو اس خوبی سے نظم کیا ہی کہ اُسمیں بالاستیعاب دیکہنے سی کسی شعر اور مصرعہ کی بندش اور ترکیب میں ذرا سا نقص بہی پایا نہیں جاتا۔ اور ایسی سادہ اور سلیس لفظوں اور روزمرہ کے بول چال میں اُسکو پبلک کے روبرو پیش کیا ہی کہ اُسکے خداداد حسن اور اُسکے آرایش اور پیرایش میں کوئی زیادتی کمی خیال میں نہیں آسکتی اور بلا تکلف اور خوشامد کے احسنت اور مرحبا خود بخود زبان سے نکلتا ہے۔ بیشک مولینا روم علیہ الرحمۃ کے مثنوی کے مضامین درستی اخلاق معاشرت اور معاد میں ایسے ہیں جنکی تعریف سلف سی آجتک برابر ہر طبقہ کے علما کرتے رہے ہیں اور ہست قرآن در زبان پہلوی سی اسکی مدح اور ثنا میں رطب اللسان رہے ہیں لیکن مولوی صاحب کی مثنوی میں علاوہ اُن خوبیوں کے یہ بڑی خوبی ہی کہ عام فہم ہی اور بچے بہی وہی استفادہ اس سی کرسکتے ہیں جو اور طرح میسر نہ تہا۔ مولوی صاحب کا یہ احسان صرف مسلمان عوام الناس پر نہیں ہی بلکہ ہندو عیسائی پارسی بودہ برابر اُس سی وہی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو ایک مسلمان اُٹھا سکتا ہی اگر یہ کتاب مدارس کے نصاب تعلیم میں داخل ہوجاوی تو علاوہ اردو دانی اور پاکیزہ شاعری کے مذاق حاصل کرنیکے بچونکے اخلاق پر نہایت عمدہ اثر ہوگا۔ اور ایسی کتابونکے پڑھنے سے ہزار درجہ بہتر ہوگا جو اردو کی چھٹی ساتویں اور آٹھویں کتابیں ہیں کیونکہ ان میں ایسی ایسی علوم کی باتیں انتخاب کرکے درج کی ہیں جنکو بچے ایسی چہوٹی عمر میں سمجہہ نہیں سکتے بلکہ اگر یہ کہیں تو کچہہ مبالغہ نہیں ہی کہ اُنکے اُستادونکو بہی اُن علوم میں جنکی تعلیم وہ بذریعہ اُن کتب کے دے رہے ہیں خود سمجہنے سمجہانیکی لیاقت نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں مولوی صاحب اس کتاب کی دو چار جلدیں صاحب ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب کی خدمت میں بہیجکر ان سی التماس کریں کہ اس مثنوی کے مضامین کی جانچ پڑتال کیواسطے ایک کمیٹی مقرر فرمائیں کہ کل یا اسکا انتخاب سرکاری مدارس کے نصاب تعلیم میں مڈل اسکول تک کی جماعتوں کی تعلیم میں داخل کیا جاوی۔ امید ہے کہ صاحب ممدوح ان دارثین کی بہت قدر کرینگے اور اُسکو نصاب تعلیم میں داخل کرنے سے بجائے چوہوں کُتوں کے فرضی کہانیوں کی پڑہانیکی جس سے بچونکے اخلاق کی کوئی معتدبہ اصلاح نہیں ہوتی۔ بڑی بہاری اصلاح اور تہذیب فرمادینگے۔ اور پبلک بہی نہایت مشکور ہوگی۔ یہ تو میں امید کرتا ہوں کہ اس مثنوی کی حکایات ایسی عمدہ اور تہذیب اخلاق میں ایسی موثر ہیں کہ لوگ اسکو نہایت شوق سی خریدینگے اور مولوی صاحب کو بار بار چھپوانی پڑیگی لیکن میں چاہتا ہوں کہ نصاب تعلیم میں اسکا داخل ہونا بچونکی درستی عادات اور اخلاق کے لئے نہایت ضروری امر ہے۔

مولوی صاحب ممدوح نے اس مثنوی میں صرف یہی نہیں کیا کہ مولنا روم صاحب کی مثنوی کی حکایتوں کا ترجمہ ہی کردیا ہو بلکہ ہر ایک حکایت سے ایسے ایسے عمدہ نتائج نکالے ہیں جو زمانہ حال کی تہذیب کے بڑے بڑے اصول ہیں اور جنپر تمام دنیا کی بہبود کا مدار ہے اور بلا امتیاز مذاہب اُنکو سب مانتے اور صحیح یقین کرتے ہیں۔ صرف چند غلطیاں سہو کاتب سی اسمیں رہگئی ہیں جو مینے اپنے نسخہ میں صحیح کرلی ہیں مولوی صاحب طبع ثانی میں اُنکو درست کرادینے کی کوشش فرماوینگے +

صفحہ ۱۱۱۔ پانچویں شعر کا اول مصرعہ اسطرح چاہئے — اور پوچھا رائے میں تیری ایاس

صفحہ ۶۶ چودھویں شعر اول مصرعہ — حامش للہ یہ ولی باکمال

صفحہ ۱۳۲ تیرھویں شعر اول مصرعہ — مفلس دانا و جاہل اہل مال

صفحہ ۱۴۷ تیسرا شعر اول مصرعہ — الغرض اس سی گئے سب عیب چہوٹ

تاریخ خاندان عثمانیہ

(۲)

یہ کتاب مولوی محمد انشاء اللہ صاحب۔ زمیندار انعام آباد و اڈیٹر اخبار وکیل نے دو جلدونمیں تالیف فرماکر پبلک کے روبرو پیش کی ہی۔ مولوی صاحب موصوف ہر قسم کی لیاقت کا مجموعہ ہیں اردو فارسی عربی اور انگریزی۔ تاریخ جغرافیہ کس کس مضمون میں اُنکی قابلیت کا ذکر کیا جاوی۔ انمیں اُنکو وہ دستگاہ کامل ہی کہ بمشکل کسی واحد شخص میں ان لیاقتونکا جمع ہونا خیال میں آسکتا ہی انکے خداداد ملکہ اور استعداد کے تعریف ہو نہیں سکتی۔ اُنکے پولٹیکل مذاق بلکہ تبحر کا اندازہ صرف اُن حواشی اور نوٹوں سی ہوسکتا ہی جو اُنہوں نے کثرت سے جابجا اپنی کتاب کی تالیف میں دئے ہیں۔ مولوی صاحب صرف اسی کتاب کے مولف نہیں ہیں بلکہ اور کئی رسالے مثل مفروضہ مظالم آرمینیا اور بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی دام اجلالہم وغیرہ وغیرہ کے مصنف ہیں جنسی انکی کمال تاریخدانی اور واقعات سی صحیح نتائج کے اخذ کرنیکا مذاق مترشح ہی اور بحیثیت مورخ انکی اعلیٰ لیاقت کا ثبوت ہے +

اس کتاب کی تالیف میں مولوی صاحب ممدوح نے بڑی عرقریزی اور کوشش فرمائی ہی اُنکو بہت سی انگریزی عربی کتابونکی ورق گردانی کرنی پڑی ہی اور انمیں خوض اور تامل بہی حد سے زیادہ کیا گیا ہی تب ایسی جامع اور مختصر تاریخ خاندان عثمانیہ کے تالیف کرنی پر قادر ہوئے ہیں جو اردو لٹریچر میں اس سی پیشتر نایاب تہی یہ کہنا بالکل صحیح ہی کہ مولوی صاحب نے اس ملک پر اور یہانکے باشندونپر ایسی کتاب کی تصنیف اور تالیف سے بڑا احسان کیا ہی اور پبلک کی جانب سی بڑی شکریہ کے مستحق ہیں۔ مینے اس کتاب کو اول سی آخر تک بالاستیعاب پڑھا ہی مینے اسمیں کوئی امر خلاف واقع درج نہیں پایا مجھکو اسکے پڑھنے میں کمال سرور اور مسرت حاصل ہوئی اور یہانتک میں اسکا دلدادہ ہوگیا کہ باوجودیکہ یہ کتاب ۵۲۸ صفحہ کی ہی اور گنجان اور باریک قلم کی ہی۔ مگر میں اُسکے پڑھنے میں ذرا بھی نہیں اکتایا۔ بلکہ جیوں جیوں پڑھتا گیا اشتیاق بڑہتا گیا۔ میں نے اُسکو اپنی آغوش سی دم بھر کیلئے بھی جدا نہیں کیا بلکہ وقت بے وقت جب مجھکو فرصت ہوئی اسیکو رفیق اور ہمدم رکہا یہانتک کہ مینے اُسکو ختم کیا مجھکو افسوس ہوا کہ کیوں یہ جلد ختم ہوگئی اور کیوں مجھکو اس سے جلد مفارقت نصیب ہوئی لیکن اس خیال سی کہ یہ بات میری اختیار میں ہی کہ جب میرا دل دنیا کے مکروہات سی بے چین ہوگا تو پھر میں اسکی طرف رجوع کرسکتا ہوں وہ افسوس مبدل بخوشی ہوگیا۔ مولوی صاحب نے اس خوبی سے واقعات کو درج اور اُنسی نتائج کو اخذ کیا ہی کہ اُسکی خوبی کا اندازہ صرف مطالعہ پر حصر ہے زبان قلم اُسکے بیان سی قاصر ہی۔ ہاں ایک آدہ نقص یہی اُسمیں ہی کہ مولویصاحب نے جہاں کہیں انگریزی عبارتوں کا اردو ترجمہ کیا ہی چونکہ اُسمیں اُنہوں نے لفظی ترجمہ کو زیادہ مدنظر رکہا ہی اسلئے اُنکے مطالب کی سمجہنے میں زیادہ تامل کرنا پڑتا ہی بعض جگہ سہو کاتب سی بہی غلطیاں وقوع میں آئی ہیں +

بہرنوع اس کتاب کا اردو لٹریچر میں خاص پایہ اور اس سی زیادہ ارفع ہی کہ اسکو معمولی تاریخ سمجہا جاوے اس کتاب میں مولف نے بڑی جانکاہی سی واقعات کا ذخیرہ نہایت خوبی سی مختلف مستند تواریخ سی جمع کیا ہی اور اپنے حواشی اور نوٹوں سی اور اخذ نتائج سی اُسکا پایہ یہانتک بلند کردیا ہی کہ کسی یورپین مورخ کی تاریخ سی ہرگز کم نہیں۔ یہ ایسی کتاب ہی کہ ہندوستان کے ہر ایک پڑہی لکہی شخص کے کتب خانہ میں اسکا ہونا ضروریات سی ہی اور امید ہے

(بقیہ ریویو جلد ہذا صفحہ ۵)

کہ ہر ایک یہ نادر کتاب ہر اہل علم کے ضرورت ہوگی +

(بقیہ ریویو صاحب مولوی صاحب کو اسکے دوبارہ چہپنے کی ضرورت ہوگی +)

مراسلات

حالات نمایش پیرس

(مرقومہ منشی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار)

ہر چند کہ مینے نمایش گاہ پیرس کے حالات علیحدہ لکھنے کا وعدہ کیا تہا۔ اور صرف بعض جستہ جستہ حالات نمایش کا اختصار کے ساتھ لکھنا مناسب سمجہا تہا۔ لیکن اگر مختصر حالات بہی نمایش کے سب حصوں کے لکہے جائیں تو اخبار کے لئے کئی ہفتوں کے واسطے کافی ہونگے۔ اور اس صورت میں پیرس اور لنڈن کے دیگر حالات سیاحت کیلئے گنجایش نہ رہیگی۔ مگر مجبوراً مجھے اسقدر حالات تو لکھنے چاہئیں کہ ناظرین اس دنیا کے سب سے بڑے میلہ کی کچھ کیفیت تو ذہن نشین کرسکیں۔ پچھلے ہفتہ نمایش گاہ پیرس کے کچھ حصہ میں سے مینے صرف ایک حصہ پلیس ڈالا۔ کنکارڈ کے حالات لکھے تھے اب دوسرے حصہ یعنی لاانوالیڈ کے حالات سنئے +

پل الگزینڈر سوم کے عین سامنے دو عالیشان دو منزلہ عمارات تعمیر کی گئی ہیں۔ جنکے بیچ سے ایک ۱۸۰ فیٹ کھلا راستہ چھوڑا ہے ان میں فرانس اور دیگر ممالک کی صنعت و حرفت کی عام اشیا ہیں مگر خصوصاً پرائیویٹ اور سرکاری مکانات اور عبادتگاہونکی آرایش کا فرنیچر اور سامان رکہا گیا ہے اس ذیل میں ہر قسم کے قالین شیشہ لوہے۔ لکڑی۔ چینی مٹی۔ چمڑے کپڑے۔ ربڑ۔ جواہرات چاندی سونے گھڑی سازی وغیرہ کا سامان آجاتا ہے۔ پل کی طرف سے ان عمارات کو جاتے ہوئے ایک دائیں اور ایک بائیں ہاتھہ ہے بائیں طرف کی عمارت کے نیچے ایک بڑے حصے میں مکانات اور سرکاری عمارات کے سجانیکے لئے لکڑی قالین اور کپڑے کی قسم کا سامان ہے۔ ناظرین تعجب کرینگے کہ صرف مکانات کے سجانے کے لئے اتنا کونسا سامان درکار ہے کہ جو اتنے بڑے عالیشان مکانات میں نمایش کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ میں خود بہی ان مکانات کو دیکہنے سے پہلے نہیں سمجہہ سکتا تہا کہ اس ضرورت کے لئے کونسا اتنا بڑا سامان درکار ہے لیکن اہل یورپ کی تہذیب نے اپنے مکانات کو بلحاظ آسایش و خصوصاً بلحاظ آرایش ہمارے مکانات سے بالکل نرالی قسم کی چیز بنا دیا ہے۔ انکے فرنیچر اور سجاوٹ کے سامان اتنے زیادہ اور ایسی نفیس ہیں کہ وہ بجائے خود علم ہو گئے ہیں۔ یہاں میں اس امر سے بحث نہیں کرونگا کہ ایسی آرایش و آسایش ضروری ہے یا نہیں۔ البتہ میں یہ بتلانے سے خاموش نہیں رہ سکتا کہ یورپ نے گذشتہ تین چار صدیوں میں آرایش کی باری میں بڑی ترقی کی ہے۔ اور چینی اور شیشے اور کپڑے اور مختلف فلزات سے آج یہ لوگ ایسی عجیب و غریب چیزیں تیار کرسکتے ہیں۔ کہ میرے جیسا زاہد خشک مغز بہی انہیں دیکہکر گرویدہ ہونے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شیشہ یا کانچ یا بلور جو تمام دول یورپ میں اس سے بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے کہ جسقدر ہم ہندوستان میں اندازہ کرسکتے ہیں ہزاروں مکانات کی چھتیں صرف شیشہ کی بنی ہوئی ہیں کہ جنمیں اور کسی طرف سے روشنی نہیں آسکتی تہی۔ سینکڑوں جگہوں میں بازاروں میں اور مکانوں کے اندر کہ جہاں سے صرف آدمی گذرتے ہیں مگر گاڑیاں نہیں گزر سکتیں تم شیشہ کے فرش چہوٹے بڑے دیکہو گے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ بوجہ زمین کی قلت کے اس جگہ کے نیچے جو مکان ہیں اُن میں اور کہیں سے روشنی نہیں آسکتی۔ مگر اس شیشہ کی چہت سے آسکتی ہے یہ چہت میلے رنگ کے شیشہ کی مکعب شکل کی اینٹوں کو آہنی فریموں میں جڑ دینے سے بنتا ہے کہ جن اینٹوں کا ہر پہلو ایک فیٹ لمبا ہوتا ہے۔ مکانات کی تنگی کی وجہ سے پیرس اور لنڈن میں زمین ریلیں موجود ہیں جو میلوں بازاروں اور مکانوں کے نیچے چلی جاتی ہیں برلن اور پیرس میں ایسی ریلیں ہیں جو سطح زمین سے بلند مکانات یک منزلہ کے برابر ستونوں اور پلوں پر چلتی ہیں۔ خیر یہ جملہ معترضہ تہا۔ میں شیشہ کے استعمال بتلا رہا ہوں۔ علاوہ چہتوں کے گزگز بہر کے لمبے چوڑے شیشے تو عام مکانات کے دروازوں اور کھڑکیوں کو لگے ہوئے ہیں۔ لیکن تمام بڑے بڑے شہر وںکی دوکانوں کے بیرونی دروازوں میں اڑہائی تین گز لمبے اور چار چار گز تک چوڑے شیشے مینے دیکہے ہیں کہ جنکی دوکان کا سامان نمایش سجایا جاتا ہے۔ دوکان کے سامنے کی تمام جگہ سوائے دو اڑہائی فیٹ کے داخلہ کے راستہ کے اسی کام میں صرف ہوتی ہے۔ ہر قسم کے رنگین بیل بوٹے دار شیشے اب تیار ہوئے ہیں جو کھڑکیوں میں لگائے جاتی ہیں۔ لیکن جہاں منظور ہو کہ باہر سے اندر نظر نہ آسکے۔ وہاں ایک نئی قسم کا شیشہ لگایا جاتا ہے جس میں کہردرے کپڑے کی طرح شکن پڑے ہوئے ہیں۔ ایک دو گز اونچی اور دو گز دور کی بوتل شیشہ کے ان مکانات میں دیکہی۔ ایک بلوری شیشہ کی گز لمبی کشتی معہ متلاطم سمندر کے پانی کے نقشہ کے دیکہی جو شیشہ کے فن کا اوج کمال پر پہنچنا ظاہر کرتی تہی مینے دینس سے ایک نمونہ شیشہ کے بالوں کا بہیجا تہا۔ جو انسان کے سر کے بالونکی طرح شیشہ کی باریک تاریں تہیں یہاں کی ایک دوسری نمایش میں ایک دوربین کا سب سے بڑا شیشہ دیکہا جسکا وزن پانچ ٹن یعنی ایک سو چالیس من سے زیادہ تہا۔ یہ ڈیڑہ بالشت موٹا اور تین گز قطر کا تہا۔ اسکے علاوہ اور بہت سے شیشہ کے عجائبات دیکہے۔ اسی طرح چینی اور مٹی کے برتنونکی نسبت قیاس کر لیجئے۔ یہاں چینی کی انگیٹھیاں اور مینٹل پیس اور دوسرے گھروں کے سجانے کے سامان علاوہ برتنوں اور برتنونکے عام بات ہے۔ مگر مٹی سے جو نفیس برتن اور بت بنائے جاتے ہیں۔ اور انہیں انواع و اقسام کے روغنوں سے سجایا جاتا ہے۔ وہ غضب کا دلکش فن ہے ان مکانات میں مٹی اور چینی کے برتنونکی بڑی نمایش ہے۔ وہ کمہار (گلگو) جو ہمارے یہاں ایک بہت غریب اور مسکین مزدور ہے۔ اور جسکے بنائے ہوئے پیالے صحنکین ہانڈیاں اور کونڈے دو دو چار چار پیسے کو بکتے ہیں۔ یہاں اُسنے ایسی جون بدلی ہے کہ کسی دوسرے سوداگر سے کم نفع نہیں اُٹھاتا۔ بعض مٹی کے بت ایسے نفیس بنائے جاتے ہیں اور بعض برتنوں پر ایسی خوشنما بیل بوٹے اور باریک تصویریں دیکہی ہیں کہ اُستادان فن اس صنعت کو دیکہکر حیران ہوتے ہیں درحقیقت فرانس نے مٹی اور چینی کے کام میں فی زمانہ کمال حاصل کیا ہے۔ گورنمنٹ فرانس اس فن کی ترقی کے لئے بعض مدارس اور کارخانوں کو زر نقد سے مدد دیتی ہے پچھلے ہفتہ شاہ

مصنوعی دانت۔ ہماری کارخانہ میں خالص پتھر کے ولایتی دانت خوبصورت اور جو کہ منہ میں لگانیسے بالکل قدرتی دانتونکی دکہائی دیتے ہیں بلکہ جنسی قریبا ہر ایک چیز کہائی اور چبائی جاسکتی ہے۔ لگائے جاتے ہیں اور قیمت بہی بہ نسبت انگریزی کے بہت کم رکہی ہے۔ ہماری پاس بطور شہادت ہزارہا سارٹیفکٹ یورپین دیسی افسران و ساہوکاران کے موجود ہیں **مصنوعی آنکہہ** ساخت امریکہ آنکہہ مصنوعی جو بالکل گلاس بنی ہوئی ایک چشم کو قدرتی عیب کے چہپانیکو عمدہ چیز ہے مثل اصلی آنکہہ کی پتلیاں ہر رنگ کی ہر ڈیزائن کی ہوتی ہیں بغیر تکلیف حلقہ چشم کے اندر بٹھائی جاتی ہے بالکل تمیز ہوتی ہے۔ یہ آنکہہ قدرتی ہے یا مصنوعی **نوٹ**:۔ زنانے دانت و آنکہہ عورت لگاتی ہے۔ بیرونجات کیواسطے خاص انتظام ہے۔

المشتہر۔ ڈاکٹر جلال الدین و محمد دین دندان ساز ساکن قصور حال وارد امرتسر (پنجاب) بازار نیچہ بندا متصل ڈیوڑہی کرموں۔ (جواب طلب امور کے لئے آدہ آنہ کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے)

تیس برس کے بعد اسہال و پیچش سے مندمحت ہوئی

مقام فرنچ کیپ کے ساکن مسٹر جان ایس ہالوی لکہتے ہیں:۔ مجھے تیس برس اسہال و پیچش سے سخت تکلیف رہی اور یہ خیال کر بیٹہا کہ اب مرض لاعلاج ہو گیا ہے۔ مینے بے اندازہ روپیہ اور وقت دوادارو پر صرف کیا۔ اور بے انتہا تکلیف اُٹھائی آخر تھکا اور مایوس ہو کر سب کچہہ چہوڑ دیا۔ میں اسقدر کمزور ہو گیا کہ کوئی کام حتی کہ سفر تک نہ کرسکتا تہا حسن اتفاق سے مجھے چیمبرلین کی دوائی اور قولنج و ہیضہ و اسہال Chamberlains colic cholera remedy کی ایک بوتل مل گئی۔ اور اس دوائی کی چند بوتلیں استعمال کرنے سے مجھکو کلی صحت ہو گئی میں اس دوائی کا اسقدر مشکور ہوں کہ میری دعا ہے کہ جن لوگونکو میری طرح شکایت ہے۔ یہ دوا انکو ضرور دستیاب ہو جایا کرے۔

یہ دوائی شیخ فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی حال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے

کجکلاہ مظفر الدین بہادر فرانس کی مٹی کے کام کو دیکھکر ایسے ریجھے کہ فوراً اپنا ایک مٹی کا بت بنانے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ ایک فرانسیسی اُسکے تیار کرنے میں مصروف ہوگیا ہی اور کبھی کبھی شاہ کجکلاہ اُسکے سامنے ایک ایک گھنٹہ بیٹھتے ہیں۔ تاکہ نقل مطابق اصل بنجائے۔ ان مٹی کے برتنوں کی دوکان کے ملازم دیکھنے میں ایسے صاف ستھرے اور معقول معلوم ہوتے تھے۔ جیسے کہ ہماری یہاں بڑی صاحب نظر آتے ہیں۔ مٹی کا سونا بنانا اِسکو کہتے ہیں۔ حقیقت میں دستکاری کیمیا ہے۔ مٹی کے برتنوں پر پتھر کا روغن کرنا بھی شائستگی کے لئے ضروری جزو ہی۔ ملتان اور گوجرانوالہ وغیرہ مقامات پنجاب میں جو اینٹوں اور برتنوں پر پتھر کا روغن ہوتا ہی وہ اُسکے سامنے ہونیکے برابر ہی بہرحال اس کام میں بڑی گنجایش ہے ایک اور بڑا صیغہ لکڑی اور لوہے کے کام کی نمایش کا ہے۔ لکڑی پر سنہری روپہلی رنگ و روغن اور وارنش اور لوہے وغیرہ دھاتوں پر انامل یعنی چینی چڑھانے کا فن یہی ہندوستان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ جینے آسٹریا اور جرمنی میں برتنوں پر چینی روغن چڑھانے کے کارخانہ میں جانیکی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ کیونکہ ایسے کاموں کو جنمیں نفع کافی ہوا اور خرچ زیادہ نہ ہو یہ لوگ مخفی رکھنا چاہتے ہیں۔ اسلیئے ہندوستانی نوجوانوں کو یورپ کے اس قسم کے کارخانوں میں کچھ عرصہ محنت مزدوری کرکے یہ چیز سیکھ لینی چاہیئے۔ میں اس بارہ میں کسی پہلے خط میں اپنا خیال مفصل لکھ چکا ہوں۔ لوہے کے پھول پتے بنانے جنگلی اور دیگر آرایش کے سامان تیار کرنے میں یہ لوگ ایسے ہی استاد ہیں جیسے کہ مٹی کے تیار کرنے میں ہیں۔ تالے اور چھپکے اور پیچ وغیرہ کیل کانٹے بھی مختلف اقسام کے موجود تھے لکڑی کے فن میں ہر قسم کا فریچر عجیب عجیب قسم کی کرسیاں مزیرا اور الماریاں کہلائی گئی تھیں۔ جن کے گدیلوں کی ساخت اور رنگ روپ کے مذاق پر لیڈیاں دیکھتے ہی مفتون ہوجاتی تھیں۔ سینکڑوں کمرے نمایشگاہ میں صرف مختلف وضعوں سے سجاکر رکھے گئے ہیں۔ کہ لوگ دیکھیں اور پھر ان کارخانوں سے اِسی وضع پر کمرے سجوائیں۔ یہ کمرے کیا ہیں ان کو دیکھکر طبیعت خوش ہوجاتی ہے۔ لیکن ان سے بھی زیادہ مذاق سلیقہ اور عقل آبدارخانہ کے کمروں کے سجانے میں صرف کئے گئے ہیں ان سے میری مراد ان کمروں کی ہی جنمیں غسل خانہ کا سامان رکھا جاتا ہی۔ ہاتھ منہہ دھونیکے چینی۔ سنگ مرمر اور شیشہ کے برتن موجود ہیں۔ نہانیکے ٹب۔ سنگ مرمر چینی یا پیتل تانبے وغیرہ کے ہیں۔ جنمیں پانی پیچیدہ نالیوں سے آتا ہی۔ میں نے کئی ایسے نہانے کے سامان دیکھے کہ جن میں ایک جگہ ایک دیاسلائی سلگاکر لگانے سے گیس کے ذریعہ سے پانی ساتھہ ساتھہ گرم ہوکر ٹب میں گرتا جاتا ہی۔ گویا ایک منٹ میں گرم پانی سے غسل کرسکتے ہیں چنانچہ پیرس میں میں ایک دوست کے مکان میں ایسے ٹب میں غسل بھی کیا ہی۔ لیکن غسلخانہ کے سامان کا ذکر کرنے سے میری یہ غرض ہرگز نہیں ہی کہ ہندوستان کے شایقین کو ایسی عیش و آسایش کے سامانوں سے فائدہ اُٹھانیکی ترغیب دوں۔ کیونکہ اُنکے لئے انکی قیمتیں انکے فوائد سے زیادہ سنگین ہیں تاہم وہ ان بیانات سے یہ علم حاصل کرسکتے ہیں کہ مہذب دنیا کن باتوں میں اپنی عقل صرف کررہی ہی۔ اور کس دُھن میں مصروف ہے۔ ان دو عالیشان عمارتوں کے علاوہ ایک حفظ صحت کی عمارت ہی جس میں بلامبالغہ ایک ہزار قسم کے کھانا پکانے اور پانی گرم کرنے کی انگیٹھیاں مٹی لوہے گلٹ چینی پیتل اور خدا جانے کس کس چیز کی موجود ہیں اہل یورپ علم کو حاصل کرکے جب عمل میں لاتے ہیں تو اسکے ذریعہ سے وہ ایسی نفیس چیزیں تیار کرسکتے ہیں کہ جن سے بنی نوع انسان کو روزانہ زندگی بسر کرنے میں آسایش حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی لیاقت سے خود بھی نفع حاصل کرتے ہیں۔ بخلاف علم کے ایشیائی خیال کے کہ جہاں علم صرف تزکیہ نفس کیلئے سیکھا جاتا تھا۔ اور اسپر بھی عمل نہیں کیا جاتا تھا یہ لوگ "رد چار پائے بروئے کتابے چند" کی مثال تھی۔ مگر اب بقول ایک فلاسفر کے علم کو آسمان سے اُتار کر باورچیخانہ میں لایا گیا ہی تاکہ وہ زندگی کی ضرورتوں میں خدمت دے سکے +

جرمنی۔ سویڈن۔ انگلستان۔ سپانیہ۔ اٹلی۔ ناروے۔ آسٹریا۔ ہالینڈ۔ فرانس کا چینی کا کام۔ اور پرتگال کے کاریگروں کی نمایشیں ہیں۔ جنمیں مینے بہت سے عجیب و غریب کلیں اور سامان دیکھے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ ایک چھوٹی سی کل کاغذ کی ڈبیاں تیار کررہی تھی۔ صرف کاغذ اور لئی اسمیں رکھ دیتے تھے خود کاغذ کو کاٹ کر ایک خاص حجم کی ڈبیا بنا کر لئی سے جوڑ کر پھینکتی جاتی تھی۔ ایک دوسری کل پر پانچ چھہ رنگونمیں تاش کی ایک تصویر چھپ رہی تھی۔ صرف ایک دفعہ کاغذان کے منہہ پر دیدو تو یہ خود بخود بنا کر پھینکتی جاتی تھی اور لیبل چسپاں ہوتے تھے۔ یہیں ایک مشین دیاسلائی بنانے کی دیکھی۔ یہ کل مشین کا ایک حصہ تھی جسمیں کاٹی ہوئی تیلیوں کے گٹھے ایک بوڑھیا عورت ڈالتی جاتی تھی۔ تیلیاں خود بخود بعض سوراخوں میں پھنسکر جو اس مطلب کے لئے ہوتے تھے آتش زن مرکب سے چھو جاتیں اور تھوڑی دیر میں ساتھہ ہی ساتھہ خشک ہوکر ایک گڑھے میں گر جاتیں۔ گویا ان مشینوں کے مرتب کرنے میں یہ بات مدنظر رکھی جاتی ہی کہ جہانتک ہوسکے انسان کے ہاتھ سے کرنیکا کام باقی نہ رہے +

ان عمارات میں ربڑ کی مختلف چیزوں مثل کھلونوں بائسکلوں کے ٹائروں اور سینکڑوں دوسری چیزوں کی بھی جنکا حصر کرنا مشکل ہی نمایش کیگئی تھی۔ چاندی سونے کی چیزیں زیادہ تر مستورات کے بطور زیورات پہننے کے یورپ میں کام نہیں آتیں سوائے انگوٹھی یا بروچ کے (سوٹزرلینڈ کی عورتونکے کانوں میں انگلی کے برابر لمبے اور موٹے سونیکے زیور دیکھے ہیں جو اُسی شکل کے ہیں۔ جیسے کہ پنجاب میں ہوتے ہیں) یہاں سُنار کا کام آرایشی سامان مثل چاندی سونیکے برتن بنانا زیادہ ہی۔ چنانچہ ایک صیغہ میں کھانیکے برتن صراحیاں جواہرات کے صندوقچے آرایشی پیالے اور قدیم زمانہ کی رومیوں اور یونانیوں کے ڈیزائینوں کے برتن موجود تھے کہ جنپر یورپ کے سناروں نے اپنی عقل خرچ کی ہوئی تھی۔ ایک جگہ فرانس کی ہر قسم کی گھڑیاں (کلاک اور جیبی) اور ہر قسم کے کلاک ورک کے کھلونے موجود تھے۔ جو خود بخود چل رہے تھے۔ لیکن کھلونوں کے صیغہ میں ایسی عجائبات تھیں کہ جہاں سے نہ بچے ہی گذرتے ہوئے خوش ہوتے تھے۔ بلکہ بڑے بوڑھوں کے لب بھی مسکرائے بغیر نہ رہتے تھے اور لوگ دیر تک پاس کھڑے ہوکر انہیں دیکھتے تھے۔ گھڑیوں کے صیغہ میں گذشتہ سو ڈیڑھ سو سال کی پرانی گھڑیوں کا ایک نہایت عمدہ ذخیرہ فرانس نے دکھلایا تھا۔ سوٹزرلینڈ کی مشہور گھڑیاں اور زیورات علیحدہ تھے۔ اس حصہ میں روس کی نمایش میں مینے ایسی چیزیں دیکھیں خصوصاً ایک مٹی یا رنگین لوہے کا گرجا جو دیکھنے کی مجھے توقع نہ تھی میرا خیال تھا کہ صنعت و حرفت کے بارہ میں روس بالکل وحشی ہی۔ لیکن یہاں آکر یہ خیال بالکل بدل گیا جسطرح یورپ کے دیگر ممالک صنعت و حرفت میں ترقی کررہے ہیں اور نفیس اور نازک چیزیں کلوں سے بناتے ہیں۔ ایسی ہی روس بناتا ہے۔ جو اُسنے اس صیغہ میں نمایش کے لئے رکھی ہیں۔ جرمنی اور آسٹریا کی تو تعریف کرنا فضول ہے۔ دنیا جانتی ہی کہ یہ دونوں مُلک کیا کچھ بناتے ہیں۔ البتہ فرانس کی نسبت مجھے یہ علم نہیں تھا کہ فرانس ہر قسم کی صنعت و حرفت اور فنون نفیسہ میں اسقدر ترقی کرچکا ہی۔ کیونکہ فرانس کی بنائی ہوئی چیزیں ہندوستان کے بازار وغیرہ میں نام کو نظر نہیں آتیں جسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ فرانس انگلستان کی طرح جرمنی اور امریکہ کا مقابلہ سستی چیز کے بنانے میں نہیں کرسکتا۔ امریکہ اور جرمنی سستی چیزیں بناکر انگلستان اور فرانس میں بھیجتے ہیں۔ امریکہ کی نمایش کی چیزیں بھی

چیمبرلین کی کھانسی کی دوا عام ہردلعزیز ہی } اس دوائی کے راحت بخش اوصاف اسکے ذایقہ کی عمدگی اور سریع و یقینی مداوی تاثیر کی

اسی دنیا کے ہر حصہ میں لوگونکا ہردلعزیز بنا رہا ہی خلصکر مائیں اپنے شیر خوار اور کم عمر بچونکو زکام معمولی کھانسی کیلئے بڑے شوق سے دیتی ہیں۔ کیونکہ اس سے فوری آرام ہوجاتا ہی۔ اور چونکہ اسمیں افیون یا کوئی اور مضر بوٹی نہیں۔ اسے جوانوں کی طرح بچونکو بھی بلاتامل کھلانیمیں کوئی حرج نہیں Chamberlain's Cough Remedy.

یہ دوائی شیخ فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی حال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے

Chamberlain's Pain Balm. چیمبرلین کی مرہم درد کو اگر چاقو وغیرہ کا زخم۔ آگ یا گرم پانی سے جلے ہوئے مقام یا کسیطرح کے گہاؤ یا چوٹ پر لگایا جائے۔ تو درد کو فوراً تسکین ہوجائیگی اور زخم کو بھی اور سب دواؤں کی نسبت بہت جلد اچھا کردیگی۔ اور اگر زخم نہایت ہی شدید نہو۔ اسکے استعمال سے جلد پر کوئی داغ بھی باقی نہیں رہیگا۔ اس مرہم سے نقرس۔ لوچ۔ آماس اور لمبگراین کو بھی آرام ہوجائیگا +

یہ دوائی شیخ فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی حال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے

بہت نفیس ہیں اور وہانکی ذہانت کا پتہ دیتی ہیں - لیکن انگلستان کی نمایش بہت اچھی نہ تھی نہ اس لحاظ سے کہ یہانکی چیزیں عمدہ نہیں تھیں چیزیں تو بہت اعلیٰ تھیں لیکن بہت تھوڑی چیزیں اس صیغہ اور دوسرے صیغوں میں دکھلائی گئی تھیں جیسا کہ میں ایک پہلے خط میں یہی رائے ظاہر کرچکا ہوں لیکن اسکے بعد مجھے ایک اخبار سے معلوم ہوا کہ خود نمایش پیرس کے انگلستان کی کمیٹی نے تسلیم کیا ہے کہ انگلستان نے بہت نامکمل نمایش دکھلائی ہے جسکی اُس سے توقع نہ تھی - خواہ اسکی کوئی وجہ ہو -

چھینٹیں چھاپنے - اور دیوار و پر چسپاں کرنیوالے کاغذ و نکے بیل بوٹونکے سانچے - جلد بندی کی ابروں اور ہر قسم کے کاغذات کے سامان کی الگ نمایش تھی - صرف کاغذ کے سودا بیچنے کے لفافے اور مال تجارت ڈالنے کے ڈبے بنانے کی تجارت یورپ میں بیحد ہے - اور ان کاموں کے لئے خاص کلیں بنائی گئی ہیں سفرہ بازار سے دو پینی کی چیریاں خرید و یا شقالو چند پیسے کے لو تو دوکاندار ایک مضبوط کاغذ کے لفافہ میں ڈالکر تمہیں دیگا - اور اگر وہ گاڑی والہ دوکاندار نہیں - (کیونکہ ہمارے ملک کے چھابڑی والے دوکاندار وں کی طرح یہاں ہاتھہ کی گاڑیوالے دوکاندار عورتیں یا مرد ترکاری اور میوہ بیچتے ہیں) تو اُسکے لفافہ پر اسکی دوکان کا نام چھپا ہوا ہوگا - کوئی دو چار پیسے کی خشک روٹی خریدیئے تو وہ بھی لفافہ میں ملیگی - ایک مشین لیس یعنے ریشم کی کناری بن رہی تھی - مشین بیشک بہت پیچیدہ تھی - لیکن کناری میں بیل بوٹے اور انگریزی حروف خود بخود بنے جارہے تھے - صرف ایک آدمی کھڑا ہوا کہیں کہیں تاگا گانٹھ دیتا تھا - میز پوشوں اور بستروں کے غلافوں میں انواع و اقسام کی تصویریں اور بیل بوٹے بُنے ہوئے دیکھے اور ہزاروں مختلف قسم کی چیزیں ان عمارتوں میں دیکھیں - لیکن اُنکی تفصیل بیان کو طول کریگی -

اضلاع متحدہ امریکہ کی نمایش میں ایک قسم کے گول سی برقی پنکھے بکثرت خود بخود چل رہے تھے - یہ ایک دو فٹ قطر کے چار پروں والی گول سی مشین ہے پر پیٹر ھے ہیں اور تیزی سے گھومنے سے ہوا کو خوب حرکت دیتے ہیں - فونوگراف اور ٹائپ رائٹر بھی بہت تھے لیکن امریکن نمایش کے ساتھہ ایک ضمیمہ بھی تھا جسمیں امریکہ کے مطابع کی نمایش تھی - چھاپہ خانہ کے متعلق حروف جوڑنے اور چھاپنے کی کلیں تھیں - چھاپنے کی بہت بڑی کل پر اخبار نیویارک ٹائمز چھاپا جاتا تھا - اور شایقین کو ہفت تقسیم ہوتا تھا - چنانچہ مینے بھی ایک کاپی لی - یہ امریکہ کا بہت بڑا اخبار ہے - اور نیویارک ہیرلڈ کیطرح اسکا پورپین ایڈیشن بھی انگریزی میں پیرس میں چھپتا ہے - یہاں امریکہ کی لائف انشورینس کمپنیوں کی نمایش بھی تھی - اور امریکہ کے کل اخبارات و رسالجات کا ریڈنگ روم بھی موجود تھا - جہاں ایک روز مینے پانچ چھہ گھنٹے گذار دیئے - واقعی امریکہ میں اخبارات اور رسالجات نے بہت ترقی کی ہے - اسکے علاوہ بھی اس عمارت کے جابجا ضمیمجات تھے ایک جگہ ایک شیشہ کا کارخانہ جاری تھا - جسکی بھٹی گرم تھی - اور کاریگر شیشہ بنا کر دکھلا رہے تھے - یہاں سے بہت لوگ گلاس خرید رہے تھے جنکے نام ایک مشین سے اُسی وقت اُنپر لہو دے جاتے تھے -

علاوہ نمایش آشیا کے ایک بہت بڑا جزو تجارت کا بھی نمایش کے مکانات میں موجود ہے - جو چیزیں نمایش کے لئے لائی گئی ہیں اُنہیں تو بیچنے کا حکم نہیں - البتہ جو لوگ انہیں خریدتے ہیں وہ مالکوں سے سودا کر کے نوشت خواند کر لیتے ہیں - اور چیز پر ایک کاغذ چسپاں کر دیا جاتا ہے کہ یہ ایکسمرتبہ یا دو چار یا دس یا بیس مرتبہ فروخت ہو چکی ہے - لیکن نمایش کے آخر تک وہاں سے اُٹھائی نہیں جائیگی مگر جا بجا چھوٹی چھوٹی دوکانوں پر عورتیں کھڑی چھوٹی چھوٹی چیزیں عموماً اُسی ملک یا اُسی قسم کی جنکا وہ سیکشن ہے بیچتی ہیں - اور آنے جانیوالونکو بلا کر اپنا مال دکھلاتے ہیں یہی نمایش کے گائیڈ اور کارڈ اور فوٹوگراف اور نمایش کی یادگار کی قسم کی دوسری چیزیں بیچتی ہیں - مثلاً ایک قسم کے چمچوں پر ایفل ٹاور یا نمایش کے بڑے دروازہ کی تصویر نقش کی گئی ہے - ایفل ٹاور نامی بڑے مینار کی شکل کے لوہے اور پیتل کے کھلونے بنائے گئے ہیں جو لوگ ہزاروں خریدتے ہیں اور اپنے یہاں کے سفر کی یادگار کے طور پر لیجاتے ہیں رومالوں پر ایفل ٹاور کی نقل چھاپی گئی ہے - انکے علاوہ مختلف ملکوں کی نمایشوں میں وہاں کی انگوٹھیاں یا کھلونے یا زیورات بٹوئے وغیرہ ہزاروں چیزیں یہ عورتیں بیچتی ہیں - اور مجھے تو اب ہر معلوم ہونے لگی تھیں کیونکہ میں کچھہ خریدنا نہیں چاہتا تھا اور یہ ہر چیز بیچنے پر مستعد ہوتی تھیں - مینے اکثر چیزیں نمایش کے قریب جاکر اسی لئے نہیں دیکھیں کہ وہ خوبصورت عورت جو میز پر دوکان لگائے کھڑی ہے ضرور کہیگی کہ موسیو (صاحب) یہ چیز تو ضرور خریدیئے - مینے بارہا زبان نہ سمجھنے کا بہانہ کیا اور پاس سے چپکا چلا گیا - تاہم دس بیس روپیہ کہیں کہیں داغنے ہی پڑے -

نمایش کرنیوالے لوگ اپنے اپنے سامان کی فروخت کرنیکے لئے ہزار ہا قسم کے دلچسپ اشتہار اور پمفلٹوں فہرستیں چھاپ کر لائے ہیں جو عموماً فرانسیسی زبان میں ہیں اور تقسیم کرتے ہیں - اتنا غنیمت ہے کہ میں اب کچھہ انکا مطلب سمجھہ سکتا ہوں - کیونکہ تھوڑی سی شد بد فرانسیسی زبان کی مینے لاہور میں حاصل کرنیکی کوشش کی تھی - مگر مزہ یہ ہے کہ باوجود اس تمام جد و جہد کے کسی فرانسیسی کی باتیں سمجھہ میں نہیں آتیں - جو لوگ فرانسیسی زبان کتابوں سے سیکھینگے اُنکا یہی حال ہوگا - اس زبان میں بہت سے حروف جو لکھے ہوئے ہوتے ہیں تلفظ میں نہیں آتے - مثلاً نمایش کے ایک حصہ کا نام (champ mars.) یعنے مریخ کا کھیت ہے - انگریز تو اسکو "شامپ ڈامارس" پڑھینگے لیکن فرانسیسی اسکا تلفظ "دشان ڈامار" کرتے ہیں - پیرس کے ایک مشہور بازار کا نام champs de Eyses. ہے جسکو فرانسیسی "دشانزلیزی" کہتے ہیں - اسلیئے اجنبی جنسے انکے منہہ سے سُنکر انکی زبان نہ سیکھی ہو - اُن کا تلفظ سمجھہ نہیں سکتا -

مینے تین دن میں اس حصہ نمایش کو سرسری دیکھا - آخری روز دیکھا کہ دوسری منزل کے ایک دروازہ سے اکثر لوگ باہر کو جارہے ہیں - معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کے پلیٹ فارم (پٹری) پر کھڑے ہوتے ہیں جو خود بخود بھاگی جاتی ہے - عمارات نمایش کے اندر شہر پیرس کا ایک حصہ گھرا ہوا ہے - اس حصہ کے گرد پلیٹ فارم برقی طاقت سے دن بھر پھونکوا پھرتا رہتا ہے - اور اُسکا نام "پلیٹ فارم موبیلی" یعنی متحرک پٹری ہے - یہ دراصل تین پلیٹ فارم ہیں - ایک تو بالکل ساکن ہے - اُسپر کھڑے ہو کر لوگ دوسرے پلیٹ فارم پر قدم رکھتے ہیں - جو چار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہا ہے لیکن اس سے اگلا پلیٹ فارم جو اس سے چوڑا ہے وہ آٹھہ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے چار و نظرف نمایش کے اندر اسکے کئی سٹیشن ہیں - جہاں نصف فرانک (۵ر) دینے پر اُسکے اوپر سوار ہونیکی اجازت ملتی ہے - ہزاروں

کتاب غایۃ المقصود فارسی

جس کے مصنف شمس العلماء شریعتمدار مولوی سید علی جابری لاہوری ہیں

اس کتاب میں حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے کل حالات کا ابتدا سے آخر وفات تک استدلالی بحث اور مدعیان مسیحیت اور مہدویت کے بخوبی دندان شکن جوابات اور ہر مذہب کے اعتراضات کا مفصل رد کیا گیا ہے حضرت عیسیٰؑ اور امام مہدیؑ اور دجال وغیرہ کے مفصل حالات میں استدلالاً زمانہ موجودہ کی روش کے مطابق اس کتاب کو متقدمین اور متاخرین کی کتب پر بھی فوقیت حاصل ہے شایقین اگر مدعیان مسیحیت و مہدویت کا صدق اور کذب دیکھنا چاہیں تو اس کتاب کو خریدیں قیمت جلد اول ۱؎ قیمت جلد ثانی عنصر محصول ڈاک علاوہ - مجلد ثالث بھی طبع ہونے والی ہے +

درخواستیں

سید ابو الفضل رضوی القمی مبارک حویلی لاہور آنی چاہئیں

نارتھہ ویسٹرن ریلوے

اعلان

فیروز پور شہر اور گنڈا سنگھ والا کے درمیان لائن درست ہو گئی ہے -

فیروز پور شہر کے قریب جو لائن ٹوٹ گئی تھی - اُسکی مرمت ہو جانیکی وجہ سے اب ہر قسم کی ٹریفک بلا قید پھر جاری ہو گئی ہے -

حسب الحکم
سی - ایل بسکو صاحب
قائمقام ٹریفک سپرنٹنڈنٹ

دفتر صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ بہادر
لاہور مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۰۶ء

عورتیں۔ مرد بچے ہر روز اُسپر سوار ہوتے ہیں۔ اور جبتک خود اکتا کر نہ اتر جائیں کوئی انہیں نہیں اُتارتا ایک پلیٹ فارم سے دوسری پر آسانی سے قدم رکھ سکتے ہیں۔

اسکے علاوہ ایک قسم کی متحرک سیڑھی نمایش گاہ کی اکثر دو منزلہ عمارات کے اوپر چڑھنے کے لئے لگی ہوئی ہے جو ہر وقت چلتی رہتی ہے گویا دو رولروں پر ایک آہنی جالی لپٹی ہوئی ہے اور رولر ہر وقت گردش میں رہتے ہیں جس سے وہ ہر دم نیچے سے اوپر کو جایا کرتی ہے اسپر لوگ کھڑے ہوتے ہیں تو دم سے دوسری چھت پر پہنچ جاتے ہیں۔ دس سینٹم یا ایک پینی یا ارا اسکا ٹکٹ ہے۔ اسکے ساتھ ہی وہ سیڑھی کی لکڑی بھی حرکت کرتی رہتی ہے۔ کہ جسکو دونوں طرف تھام کر اوپر چڑھتے ہیں۔ غرض یہ بھی ایک دلچسپ اور نئی ایجاد ہے۔ کہ سیڑھیاں چڑھنے کے لئے بھی دو قدم نہ ہلانے پڑیں +

حضرت سلیمان کا قول ہے کہ حکمت جواہرات سے بیش قیمت ہے۔ اور اسکی تصدیق نمایشگاہ پیرس کو دیکھنے سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ یہاں اگر معلوم ہوسکتا کہ اہل یورپ کی موجودہ عظمت کا راز کہاں ہے۔ جبکہ افریقہ کی بالکل وحشی قوموں سینگال اور سینی گیمبیا کے قدیم متوطنوں کے نہایت ابتدائی اور وحشیانہ ساخت کی چیزوں کے پہلو بہ پہلو یورپ اور امریکہ کی آخری ساخت بیس بیس ہزار گھوڑوں کی طاقت کے برقی ٹیمو شور مچاتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اہل یورپ کے بڑے طبقہ میں مجھے کئی ایک اخلاقی قباحتیں نظر آتی ہیں لیکن ان میں بہت سی خوبیاں محنت دماغ سوزی۔ ایفائے وعدہ۔ راست گوئی دیانت کی بھی بطور ایک جماعت کے مجھے نظر آتی ہیں۔ بقول الکاسب حبیب اللہ کے خدا انکی محنت کیوجہ سے انہیں انعام دیتا ہے اور اپنے کسب میں کمال حاصل کرنیکی وجہ سے یہ لوگ عزت حاصل کرتے ہیں

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی + کس بیکمال ہیچ نیرزد عزیز من

منشی عزیز احمد کا اشتہار۔ جن احباب کو ولایت سے کوئی اسباب ضروری ہو منشی عزیز احمد سے منگوا سکینگے درخواست کے ساتھ ایک پارسل اُردو لٹریچر کا بھیجنا چاہئے۔ جو ولایت میں اسلامی جہاز پیشہ کے لئے مفید ہو۔ یہ لٹریچر منشی عزیز احمد بطور کمیشن یا دستوری کے قبول کرینگے۔ خواہ دوست ہو خواہ ناآشنا کوئی ہرگز منشی مذکور سے مفت خدمت نکراوی۔ اخبار وطن انگلش پرنٹنگ کی مشین۔ نمبر نگ مشین۔ انگلش کتب وغیرہ اسباب پیشگی قیمت دیکر منگوا سکتے ہیں نقد میں سے کچھ نہ لیا جاویگا۔ بقیہ نقد واپس کیا جاویگا۔ گر درخواست بغیر عمدہ کتب نظم و نثر کی ہوگی تو مطلق توجہ نہ کیجاویگی۔ اُردو اخبارات کے اڈیٹر یا مالک گر کوئی درخواست کریں تو حسب درخواست دس بیس کاپیاں اپنے اخبار کی روانہ کریں ورنہ خوشامدی الفاظ سے کچھ حاصل نہوگا۔ اخبارات کے نامہندگان نے ہندوستان بھر میں رطب اللسانیکی مٹی خراب کی۔ ہندوستانی کے برابر خوشامدی اور بایتونی اور کون قوم ہے۔ کاشکی ہماری قوم گونگی ہوتی۔ والسلام۔ راقم عزیز احمد جلاوطن۔ ۳۶۔ بنک سٹریٹ ہل ہیڈ گلاسگو۔ سکاٹ لینڈ۔

جشن جوبیلی سلطان المعظم کراچی میں تمامی مسلمانوں نے جشن سلور جوبیلی حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ کی بڑی رونق کے ساتھ کیا صدر گاڑی حاطہ رنچھوڑ لین سوطر بازار شہر وغیرہ مسجد و نمیں روشنی از حد زیادہ ہو رہی تھی مسجد و نکے باہر عمدہ لائٹ اور باؤنڈے لگائی گئی تھے دوکانیں اور مکانات آراستہ و پیراستہ ہو رہے تھے

سنڈہ مدرسۃ الاسلام کراچی ہمیشہ تعطیل سالگرہ ۳۱ اگست کو بند ہوتا ہے اسمیں دو روز تک تعطیل رہی جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب و مولوی احمد مہتمم مدرسہ احمدیہ بیلگام جو چند روز سے یہاں تشریف فرما ہیں بڑی سرگرمی کے ساتھ جشن جوبیلی کے باری میں کئی ایک دفعہ تحریک کر چکے تھے سبحان اللہ آپکا وعظ بڑا پر اثر ہے جسکی باعث جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ اور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ کی خدمت میں تار برقی مبارکبادی کی بھیجی گئی۔ فقط ۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

ہوشیار پور کے مسلمان طلبا نے بتاریخ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۶ء بروز جمعہ مبارک بوقت ۷ بجے شام احاطہ نیشنل سکول میں جلسہ منعقد کیا جسمیں پہلے تو ڈیوک اوڈنبرا کی وفات پر بڑے زور سے افسوس کیا گیا اور ایک تار افسوس بخدمت لفٹنٹ گورنر بھیجا گیا پھر امیر المومنین خلیفۃ المسلمین اعلحضرت سلطان المعظم شہنشاہ روم کی ۲۵ سالہ عہد حکومت کی خوشی کا اظہار کیا گیا۔ ایک خوشی کی تار حضرت سلطان المعظم کی خدمت میں بذریعہ سفیر دولت عثمانیہ مقیم بمبئی بھیجا گیا۔ اور برٹش گورنمنٹ اور سلطان روم کی ترقی عمر و دولت اور اتحاد کی دعا مانگی گئی جلسہ

پٹنہ میں سلطان المعظم کے نقرئی جوبلی کی خوشی۔ بتاریخ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۶ء روز جمعہ کو بعد نماز مغرب باہتمام جناب چھوٹے خان صاحب و جناب کمانی خان صاحب و جناب حاجی نبھو صاحب و منشی محمد جان صاحب و میاں محمد رمضان صاحب سے داگران و مسلمانان محلہ بمقام جہاؤ گنج خواجہ عنبر کی مسجد پر خوب روشنی کی گئی اور میلاد مبارک حضرت سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب دو گھنٹہ کے پڑھا گیا بعد ختم ہونے میلاد مبارک کے دعا درازی عمر و اقبال حضرت امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کیواسطے کی گئی قریب پانچسو آدمی کے جمع تھے بعدہٗ شیرینی تقسیم ہوکر مجلس برخاست ہوئی شہر کے اور چند مقامات پر بھی اسی طرح کے جلسے ہوئے۔ خداوند کریم ہم مسلمانوں کو اسیطرح آپس میں اتحاد و اتفاق اور قومی ہمدردی کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ راقم نامہ نگار از پٹنہ۔

دار العلوم ندوۃ العلماء۔ یہ بھی ایک اپنی کم نصیبی تھی کہ مجھے باوجود نہایت گہرے تعلقات کے اسوقت تک دار العلوم کی بچشم خود دیکھنے کی مسرت و عزت حاصل نہوئی تھی الحمد للہ کہ میں اس امر کی عزت حاصل کر سکا اور اپنی آنکھوں سے دار العلوم کی ہر چیز کو دیکھا اور ثم الحمد للہ کہ جو حالت تحریری ذرائع سے مجھپر ظاہر تھی اُس سے بہتر مشاہدہ میں آئی اور ہر اعتبار سے تقویت بخش نتیجہ حاصل ہوا مجھپر فرض تھا کہ میں اپنے عینی علم کو ملک اور قوم کے سامنے پیش کروں اگر حسن اتفاق سے ایک ایسا معائنہ ایک جلیل القدر معزز ترین قوم کا اسی اثنا میں ہو جو تمام ملک اور قوم کی اطمینان اور رہبری کیلئے بالکل کافی ہے لہذا میں بجائے اسکے کہ اپنے معائنہ کی کیفیت اور اپنی رائے ناظرین کروں۔ مذکورہ بالا معائنہ کی کیفیت پیش کرنا بہت زیادہ مفید اور ضروری خیال کرتا ہوں ناظرین والا تمکین معائنہ نواب محسن الملک بہادر اور نواب وقار الملک بہادر کا تھا۔ یہ دونوں مشہور و معروف مدبران قوم بتیس اگست کو دار العلوم میں تشریف لائے۔

آپکی تشریف آوری کیوقت جناب مولوی مسیح الزمان خان صاحب اُستاد حضور نظام حیدر آباد دکن پیش امام شاہجہانپور اور مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی اور مولوی ابو الخیر صاحب جانشین مولانا امانت اللہ صاحب فصیحی غازیپوری اور منشی احتشام علیصاحب صاحبزادہ منشی امتیاز علیصاحب مرحوم وزیر ریاست بھوپال اور منشی اظہر علیصاحب خلف خان بہادر منشی اطہر علیصاحب اور مولوی حفیظ اللہ صاحب اراکین انتظامیہ ندوۃ العلما مولوی جلیل الرحمن صاحب مہتمم دار العلوم اور مولوی عبد الحی صاحب مددگار ناظم ندوۃ العلما موجود تھے۔

مددگار ناظم صاحب نے نصاب تعلیم (کورس) اور طلبا کی حاضری اور داخلخارج کا رجسٹر ندوہ کا جمع خرچ پیش کیا جناب نواب صاحب نے حساب کی صفائی ترتیب کی بہت تعریف فرمائی اور پسند کیا پھر جناب مولوی محمد فاروق صاحب پرنسپل اول نے درجہ وار طلبا کو امتحان کیلئے پیش کیا۔

صرف نحو ادب منطق حساب میں اربعہ متناسبہ اور کسور عام وغیرہ کا امتحان لیا گیا۔

عربی زبان میں مناسب موقع آنیوالوں کی خیر مقدم کے متعلق مضامین لکھائے گئے چند طلبا نے نواب محسن الملک کے حکم پر تجوید اور قرأت کے ساتھ قرآن پڑھا مشق خط کی و صلیاں دیکھیں اور ڈیڑھ گھنٹہ تک دار العلوم میں اپنا عزیز وقت صرف فرماکر تشریف لیگئے اور علاوہ تحریری رائے کے زبانی یہ فرمایا کہ مجھے ایسی اور اسقدر توقع عملی کامونکی نہ تھی اور میں دار العلوم کو ایک معمولی ابتدائی مدرسہ خیال کرتا تھا مگر مشاہدہ نے اسی غلط ثابت کیا میں ہر طرح سے دار العلوم کا معاون رہونگا۔ یہ ایک ایسا ضروری کام ہے جس سے وہی لوگ مخالفت کر سکتے ہیں جنہیں مذہب اور علم سے کچھ بھی تعلق نہو۔ ندوہ کی نسبت میری رائے ابتدا ہی سے ہمدردانہ ہے چنانچہ میں اُسکی ساتھ ہمدردی کرنیکا ایک رزولیشن کانفرنس میں بھی پیش کر کے پاس کرایا ہے جس سے ہر شخص واقف ہے +

دوسرے وقت جناب نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب بہادر پھر دوبارہ تشریف لائے اور توجہ اور خصوصیت کے ساتھ دار الاقامہ میں طلبا کے طرز بود و باش کو دیکھکر بہت مسرت اور اطمینان ظاہر کی +

اب ناظرین اخبار خود ہی معلوم کرینگے کہ میری ذاتی معائنہ کی کیفیت سے یہ کیفیت کس حد تک بڑھی ہوئی ہے اور علی ہذا القیاس میری ذاتی رائے سے ان پختہ کار مدبران ملک و قوم کی رائے۔

جناب نواب محسن الملک کتاب معائنہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔ آج میں نے اس مدرسے کو دیکھا اور تمام ضروری باتونکو دریافت کیا اور اُسکی آمدنی اور خرچ کا حساب بھی میرے سامنے پیش ہوا میں اسبات کے بیان کرنے سے نہایت خوش ہوں کہ اس مدرسہ میں درجہ ابتدائی کا نصاب جو رکھا گیا ہے اسمیں صرف تقلید پرانی مدارس کی نہیں کیگئی بلکہ ضروری اور مفید اصلاح

ہیں۔ میں ہوں سب کا خادم نہال احمد علوی حمیدی۔ از لکھنؤ +

ہندوستان کی خبریں

مولوی بہادر علی صاحب ایم اے علیگڈھ کالج سے اطلاع دیتے ہیں) حسب تجویز سنٹرل کمیٹی اولڈ بائز ایسوسی ایشن علی گڈھ۔ سابق طلبار علی گڈھ کالج کی دعوت کا سالانہ جلسہ (اولڈ بائز ڈنر) بابت سنہ ۱۹۱۳ء ۳۔ اکتوبر یوم چہارشنبہ کو دسہری کی تعطیلوں میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اور اولڈ بائز ایسوسی ایشن کا اجلاس بھی اسی تاریخ منعقد ہوگا۔

خطوط دعوت ہفتہ آیندہ میں مسٹر مارلین پرنسپل مدرسۃ العلوم علی گڈھ کیطرف سے سابق طلبار کالج کی خدمت میں روانہ کئے جائیں گے۔ جملہ طلبار سابق مدرسۃ العلوم سے استدعا کی جاتی ہے۔ کہ تاریخ معینہ پر تشریف لاکر جلسۂ دعوت کو رونق بخشیں اور رقعۂ دعوت پہونچتے ہی صاحب پرنسپل یا سکرٹری ایسوسی ایشن کو اپنے ارادہ سے اطلاع دیں تاکہ جو حضرات تشریف لاویں ان کی خدمت میں پروگرام مرتب روانہ کیا جاوے۔ جو صاحبان باوجود اس موقع پر تشریف لانے سے معذور ہوں انکی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ ۳۰۔ اکتوبر کو جس مقام پر تشریف رکھتے ہوں جمع ہوکر ڈنر کریں اور اس مبارک دن (اولڈ بائز ڈے) کی یادگار میں خوشی منائیں۔ اور اپنے اپنے جلسوں کی کارروائی سے سکرٹری ایسوسی ایشن کو اطلاع بخشیں۔ جن حضرات کا ارادہ اپنے مقام پر ڈنر کرنیکا ہو وہ اپنے ارادے سے بہت جلد مطلع فرماویں۔ تاکہ جو تجاویز سنٹرل ایسوسی ایشن نے پاس کی ہیں وہ انکی خدمت میں روانہ کی جاسکیں۔ لیکن بہتر یہ ہی ہے کہ جہانتک ممکن ہوسکے علیگڈھ ہی کے جلسہ میں تشریف لاکر شریک ہونے کی کوشش کریں۔ جس سے علاوہ اور بے انتہا فوائد کے ایک یہ ہی کہ مسٹر مارلین پرنسپل کے ساتھ جنہوں نے ایجنسی ملازمت قائم کرکے طلبار حال و سابق کالج پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے انکے ساتھ طلبار کا تعلق ہمیشہ تازہ رہیگا اور اسطرح سے جناب پرنسپل صاحب طلبار کو آسانی سے ہر وقت مدد دیسکینگے۔

آخر میں یہ بھی التماس کی جاتی ہے کہ چونکہ تبدیلیوں کی وجہ سے سکرٹری کو تمام طلبار سابق کے صحیح پتے نہیں معلوم رہ سکتے اسلئے جن حضرات کیخدمت میں رقعہ دعوت نہ پہونچسکے وہ اسی اطلاع کو رقعۂ دعوت تصور فرماویں اور تاریخ معینہ پر تشریف لاکر ممنون فرماویں۔

ہندوستان کی ریلوں پر گوڈس کے محکمہ میں پارسلوں اور تجارتی اسباب کا محصول لگانے میں ایسی لاپرواہی سے کام کیا جاتا ہے کہ صرف ایک کارخانہ نے جسے تنگ آکر ادھر بالالتزام توجہ کرنی پڑی۔ نو مہینوں میں ساڑھے تین ہزار روپیہ ریلوی والوں سے ان رقموں کی بابت جو واجب بمحصول سے زیادہ چارج کیجاتی رہیں۔ واپس لیا ہے۔ یہ کارخانہ بہت بڑا ہے۔ اونے تو یہ انتظام کرلیا۔ چھوٹے کارخانہ داروں یا ان لوگوں کو جنکو کبھی کبھار ریلوی گوڈس ڈیپارٹمنٹ سے سابقہ پڑتا ہے۔ اول تو یہ گمان ہی نہیں گذر سکتا کہ واجب رقم سے کچھ زیادہ چارج کیا گیا ہے اور اگر اتفاقیہ کسیکو علم ہو جائے تو وہ چند آنوں کے لئے دوسرا سہیڑنا پسند نہیں کریگا۔ اور اسطرح یہ حالت جسپر باؤنیر نے درست طور پر باقاعدہ ڈاکہ زنی کا نام دیا ہے روز بروز دوشن میں قائم چلی آتی ہے۔ یہ اوس لوٹ کی کیفیت ہے۔ جو کلرکوں کی غلطی یا نہر باتی سے ریلوے خزانہ میں داخل ہوتی ہے۔ نذرانوں اور رشوتوں کی صورت میں ہر سال جو لاکھہا روپیہ کلرکوں کی جیب میں جاتا ہے۔ وہ کسی حساب شمار میں ہی نہیں۔ چند انگریزی کارخانوں اور اخباروں نے اسکی اصلاح کیطرف اب توجہ دلانا شروع کردیا ہے۔ خدا کرے کہ حکام ریلوی کو بھی اسطرف خیال ہوجائے۔ ریلوے کانفرنس

آگرہ پولیس نے موہن لال نائب ڈاکو کی مدد سے ۹۹ ڈکیٹ گرفتار کئے تھے۔ انمیں سے بارہ کو پھانسی پچاس کو حبس دوام بعبور دریاے شور۔ چھ کو دس دس سال قید سخت۔ ایک یورپین مسمی کرفورڈ ٹکلس سابق ڈپٹی انسپکٹر پولیس کو دو سال اور ایک لڑکے کو بارہ ضرب بید کی سزا دیگئی ہے۔ ان سب نے ہائیکورٹ میں اپیل کی ہے۔ ممالک مغربی شمالی میں انسپکٹروں اور دیگر اعلی افسران پولیس کی تعداد بڑھانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ جو غالبا منظور ہوگی۔ سرکاری ریزولیوشن کا یہ فقرہ نہایت معنی خیز ہے۔ کہ "صوبجات کی مالی حالت ایسی عمدہ نہیں کہ وہ تفتیش کنندہ افسران پولیس کو معقول تنخواہ دیکے جو انکو رشوت خواری کی تحریکوں کی تاثیر سے بالکل ارفع و بالا کردے"

بنارس کے ایک مرثہ اخبار کا ایڈیٹر پبلشر اور اوڈیٹر تینوں شخصوں سے مفسدہ انگیز مضامین شائع کرنے کی وجہ سے مجسٹریٹ ضلع نے دس دس ہزار کے مچلکے اور پانچ پانچ ہزار کی ضمانتوں کے دو دو قطعات فی کس زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری طلب کئے ہیں۔ دفعہ ۱۲۴۔ الف تعزیرات ہند کے رو سے مقدمہ نہیں بنایا گیا۔ یہ اخبار دکن سے آکر یہاں جاری کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اسکے خریدار اوسی طرف ہیں خاص بنارس میں بہت کم کو اس مقدمہ سے پہلے اوسکی اشاعت کا علم تھا۔

کولمبو میں پچھلے دنوں ایک روسی خلاصی جو چین کو فوج لیجارہا تھا کچھ دیر ٹھیرا۔ اور چند سپاہی شہر کی سیر کو گئے۔ جبکہ واپسی پر گاڑی والوں کے ساتھ کرایہ پر جھگڑا ہوگیا۔ اور سپاہیوں نے پستول نکال لئے۔ جسپر وہ پولیس کورٹ میں پہونچائے گئے۔ جہاں معاملہ بمصالحت طے ہوگیا۔

بارہ بنکی کے شیخ مقبول حسین جن کو گورنمنٹ نے اس سال چار ہزار کا اسکالرشپ دیکر تحصیل فن زراعت کی غرض سے ولایت بھیجا ہے وہ اس سیشن کے امتحان میں اول رہے۔ پندرہ پونڈ انعام ملے۔ انجمن تعلقہ داران نے پانچ ہزار کا اسکالرشپ اور بڑھا دیا۔

ہز ہائینس آغا جان سرگروہ خوجگان کے دادا بمبی میں فارس سے بھاگ کر آئے تھے ایک گہری پولیٹکل سازش کے ممبر سمجھے جاتے تھے۔ دولتمند۔ فراخدل اور عالی حوصلہ تھے خوجہ گروہ نے اونکو سرگروہ بنایا گورنمنٹ نے عزت کی خاندان کا ہر ایک ممبر عزت خاندان کی قائم رکھتا رہا شاہ و آغا صاحب کی ملاقات سے جو تھی پشت میں پھر وہی رشتہ محبت اور خلوص قائم ہوا جسکے ٹوٹ جانے سے موجودہ آغا جان کے جد امجد نے اپنا وطن عزیز و اقارب چھوڑے تھے۔

ایک عمدہ نظیر۔ بابو برجندر کمار سیل ہائیکورٹ کلکتہ کے وکیل ہیں۔ سرکاری ملازمت میں ڈسٹرکٹ ججی کے عہدہ تک پہونچے جس عہدہ کے فرائض قابلیت سے ادا کئے نیکنامی سے کام کرتے رہے اب پنشن لیکر کلکتہ میں باقی زندگی کے دن گذارنا چاہتے ہیں مگر مجہول محض ہوکر نہیں۔ جیسا کہ اکثر پنشنخوار کیا کرتے ہیں بلکہ آخر وقت تک محنت کرنا چاہتے ہیں آپنے ہائی کورٹ سے دوبارہ اجازت وکالت حاصل کی ہے۔ غرض آپکی یہ ہے کہ غربا جو محض بباعث وکیل نہ ہونیکے عدالت میں مصائب برداشت کرتے ہیں انکی مدد کریں۔ چنانچہ جو غریب اونکے وسیع دائرہ احباب سے سفارش لیکر جائیگا اوسکی وکالت آپ مفت کردیں گے۔

گورنمنٹ نے اس شرط پر ۱۲ ہزار روپیہ جامع مسجد لکھنو کی مرمت کے لئے دینا منظور کیا ہے۔ کہ اسیقدر رقم حسین آباد دی یا لکھنو کے اہل اسلام چندہ کریں۔

کانپور میں پھر خبر اڑی ہے اور گرفتاریاں عمل میں آنیوالی ہیں۔ اب وہ لوگ گرفتار ہونگے جنہوں نے دوکانوں کے بند کرانے میں سعی کی تھی۔

بنسی دھر پولس کانسٹبل کو عدالت مولوی حبیب اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر بنارس کے اجلاس سے ۳ ماہ کی سزا ہوئی۔ جب یہ جیلخانہ بھیجا جانے لگا صدہا آدمی دیکھنے کو جمع ہوئے بعض لوگوں نے نعرہ نفرین بلند کیا اور شاید آوز کوئی کلمہ بھی زبان سے نکالا ہو۔ ۵۰ آدمیوں کی پولس نے چالان کیا کہ یہ لوگ مجمع خلاف قانون کے ممبر تھے۔ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خود مقدمہ کی سماعت کی اور کئی ملزموں پر پچاس روپیہ جرمانہ بھی عائد کردیا۔ ادھر بنسی دھر کی طرف سے عدالت سشن میں اپیل ہوئی اور وہاں سزا کافی ثبوت کی بنیاد پر وہ چھوٹ گیا۔

عورتیں ۳ مرد بچے ۲

اسلامی خبریں

فہرست زر چندہ حجاز ریلوی جو میاں غلام نبی حبیب اللہ جہلان صاحب تاجر اسٹام امرتسر کو وصول ہوا

میزان مندرجہ اخبار وکیل ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء صفحہ ۵

جناب منشی نصیب احمد خانصاحب ہیڈ ماسٹر حسن پور تحصیل پلول۔ ضلع گورگانو ۵ روپے

(کل میزان ۵ روپے)

منشی محمد مختار صاحب قانون گو اڑیا تحریر کرتے ہیں کہ انکے دو دوست منشی ضامن علیصاحب ومنشی شفیق احمد خانصاحب جنکی تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار ہے۔ ایک ایک ماہ کی تنخواہ اس فنڈ میں دینا چاہتے ہیں۔ جسے وہ دس قسطوں میں ادا کرینگے۔ میاں صاحبان کی کوٹھی سے ہر ماہ تین روپیہ کی رسید بذریعہ وی پی بھیجکر ماہوار قسط کا روپیہ منگوالیا کریں۔ جزاہم اللہ خیر الجزا۔ سینکڑوں روپیہ تنخواہ اور ہزاروں روپیہ ماہواری آمدنی رکھنے والے مسلمان ان قلیل المشاہرہ عزت مندوں کے ایثار وکرم سے سبق حاصل کریں تو نادہندہ نہ ہوگا۔

کوائف حیدرآباد دکن ..... آجکل یہاں کے لوگوں کو ترکی سیکھنے کا بہت شوق ہو رہا ہے۔ پہلے یہاں کوئی شخص ترکی داں نہیں تھا۔ اب مولوی کاظم صاحب کی تشریف آوری سے مشتاقین کی تمنا بآسانی پوری ہو رہی ہے۔ یہ صاحب عرب۔ اور عالم بے مثل ہیں۔ عربی ترکی کردی یہ انکیطرح سے انکی مادری زبانیں ہیں۔

انکو خود بھی ترکی پڑھانے کا بہت شوق ہے۔ بیس بائیس سال سے سیاحت کر رہے ہیں۔ اکثر ممالک کی سیر کی ہے۔ قسطنطنیہ میں بہت عرصہ تک رہے ہیں۔ اُن کی غرض یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو۔ ترکی کو ترقی دینا چاہیئے۔ آپنے جو کتاب ترکی سیکھنے والوں کے لئے منگوائی تھی مولویصاحب نے دیکھکر بہت پسند کی مولویصاحب کو پادریوں کے ساتھ مباحثہ کرنیکا بہت شوق ہے۔ یہاں کے پادری گولڈ سمتھ سے اکثر مباحثہ ہوا اور ہمیشہ غالب رہے۔ یہانتک کہ اوسنے اب عہد کرلیا ہے کہ اب کبھی مولویصاحب سے بحث نہیں کرونگا۔ مولویصاحب کو منطق اور فلسفہ میں بہت دخل ہے۔

جشن جوبیلی سلطان المعظم کی خوشی میں اکثر تجار نے روشنی کی چہاڑ مینار سے پتھر گٹھی تک برابر روشنی کی تھی اور بعض صاحبوں نے اپنے اپنے مکانوں پر بھی روشنی کی تھی اور بعض اصحاب نے خیرات وغیرہ بھی کی۔ اوسی روز ایک بازار افتتاح ہوا۔ جو سپہ سالار جنگ مرحوم کے علاقہ میں ہے اور اوسکا نام یوسف بازار رکھا گیا ہے۔ یہ بازار بطور مارکیٹ کے تیار ہوا ہے اور نیا پل سے متصل ہے

برقی ٹرامویز جاری کرنے کی کوشش مسٹر اگریل کر رہے ہیں۔ عنقریب بلدہ سے سکندرآباد وغیرہ مقامات تک جاری ہوجائے گی۔ اور سنا جاتا ہے کہ بعد اسکے برقی روشنی کا انتظام ہوگا جو تمام سڑکوں پر اور بذریعہ نل کے مکانوں میں کیجائے گی۔

افسوس ہے کہ اہل ملک خواب میں رہیں اور غیر قومیں نفع اوٹھائیں۔

حجاز ریلوی کے متعلق ابتک ملا عبدالقیوم صاحب نے باضابطہ طور سے فنڈ نہیں کھولی۔ مگر یہ سنا جاتا ہے کہ لوگ برابر روپیہ روانہ کر رہے ہیں۔ اسوقت تک ملاصاحب کے پاس اس فنڈ میں قریب تین چہار سو روپیہ کے جمع ہوگیا ہے۔ اور لوگوں میں عام جوش پایا جاتا ہے جہاں دیکھو یہی ذکر یہی چرچے ہوتے ہیں۔ امید قوی ہے۔ کہ سرکار نظام کے علاقہ میں اس فنڈ کے متعلق بہت روپیہ فراہم ہوگا۔

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جہانتک ممکن ہوسکے اس کار خیر میں حصہ لے اور دوسروں کو ترغیب دلائے۔ اس کار خیر میں شریک ہونے کو اپنے اوپر فرض سمجھے۔

سالگرہ مبارک اعلیٰحضرت حضور نظام کے متعلق غریب خانہ کھولنے کے لئے چندہ وصول ہونا شروع ہوگیا ہے۔ عنقریب بیت المعذورین و یتیم خانہ کی بنا قائم کیجائے گی۔

اسی سالگرہ مبارک کی یادگار میں مہاراجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج سرکار عالی نے ایک یتیم خانہ اور ایک ڈاکٹر خانہ بلدہ میں قائم کیا ہے۔ اخراجات کل اپنی جیب سے ادا فرمائینگے۔ اپریشن وغیرہ کے لئے کل سامان ولایت سے منگوایا گیا ہے۔

موسم بارش حیدرآباد دکن } اس سال بارش بہت عمدہ ہوئی اور جہانتک تخمینہ بارش وغیرہ سے دریافت ہوا ہے یہ باطمینان کہا جاسکتا ہے کہ تمام اضلاع متعلقہ سلطنت آصفیہ میں بارش قابل اطمینان بلکہ بعض جگہ ضرورت سے زائد ہوئی ہے اور ہر قسم کی کاشت حسب دلخواہ کی گئی ہے۔ اور اسوقت تک بہت اطمینان کی حالت میں ہے۔

نرخ غلہ۔ باوجود اسقدر اطمینان دہ بارش ہونے کے نرخ غلہ روز بروز گراں ہوتا جاتا ہے۔

فصل و موسم۔ آجکل موسم بہت خراب ہے۔ اس سے پیشتر تو بلدہ کے اکثر محلوں میں وبا کی کثرت تھی۔ اور علی ہذا اکثر اضلاع بھی اس مہلک مرض سے نہیں بچے۔ لیکن اب بفضلہ امن ہے۔ مگر ہاں فصلی بیماریاں تپ و لرزہ۔ کھانسی زکام۔ دردسر۔ عضا شکنی اوپریشن وغیرہ کی بہت کثرت ہے اور ان بیماریوں کا بہت زور ہے۔ باوجودیکہ بلدہ میں ہزارہا حکیم و دواخانے سرکاری و خانگی موجود ہیں۔ لیکن حکیموں کو دم لینے مہلت نہیں۔

فصل بہت ہی عمدہ ہے۔ دریافت ہوا ہے کہ دس پانچ سال پیشتر ایسی فصل نہیں ہوئی۔ پیداوار بہت عمدہ ہونے کی امید ہے۔ ایک ماہ میں نیا غلہ چل نکلیگا۔

نواب افسر الدولہ کی روانگی بجانب چین کے متعلق جسقدر صرفہ ہوگا وہ نظام گورنمنٹ سے دیا جائے گا۔ (راقم نامہ نگار)

سلطان اعظم اوس تخفیف کے علاوہ جو ۵ لاکھ پونڈ سالانہ کی مقدار میں اول اور تخت نشینی سے مواجب سلطانی میں کردیگئی تھی۔ اور نیز ان عطیات کے علاوہ جو جہاز ٹیلیگراف اور ریلوے لائنوں کے لئے مرحمت فرمائے گئے ہیں۔ ابتک مختلف خیراتوں میں ۸ کرور قرش کے قریب جیب خاص سے صرف فرما چکے ہیں۔ یہ رقم زیادہ تر تعمیر مساجد و مقابر بزرگان دین۔ قیام مدارس یا مصیبت زدگان کی دستگیری پر خرچ کیگئی ہے۔ ملک میں صنعت و حرفت کو رونق دینے پر بھی جلالت مآب ہمیشہ کچھ نہ کچھ عطا فرماتے رہتے ہیں۔ مکہ اور دمشق کے درمیان مسافروں کی آسایش کے لئے جابجا تالاب اور مخازن آب بنے ہوئے ہیں۔ انمیں سے جسقدر مرمت طلب ہو رہے ہیں۔ انکی درستی جیب خاص کے خرچ سے ہوئی ہے۔ حجاز لائن کی پہلی ریل سالگرہ کے دن بچھائی گئی۔

روسی مسلمانوں کی حمیت مذہبی۔ جزیرہ نما کریمیا کے قصبہ آق مسجد کے مسلمانوں نے کمیشن حجاز ریلوی کو لکھا ہے۔ کہ وہ آئیندہ چندہ کرتے رہکر ایک سال کے دوران میں سات یا آٹھ ہزار پونڈ مکہ ریلوے لائن کے لئے بھیج سکینگے۔ کریمیا کئی صدیوں تک ترکی مقبوضہ و تاتاری ریاست رہکر ایک صدی سے روسی علاقہ چلا آتا ہے۔ بلاد عثمانیہ کے ہر صوبہ کے باشندے قابل تعریف فیاضی سے روپیہ جمع کر رہے ہیں۔ البتہ خاص پایہ تخت کے باشندوں کی غفلت و لاپروائی کی شکایت شروع ہوگئی ہے وہاں ابتک صرف ایک ہزار پونڈ جمع ہوئے ہیں۔ حالانکہ مضافات کے بعض چھوٹے چھوٹے قصبوں میں اس سے کئی گنا زیادہ رقم جمع ہوچکی ہے۔ امید ہے کہ جرائد عثمانیہ کا یہ طعن آمیز ریمارک بے اثر نہیں رہیگا۔ حسب الحکم سلطانی چندہ دینے والوں کی فہرست کمیشن ریلوی ہر روز شام کو جلالت مآب کی خدمت میں پیش کرتی ہے۔ اور حضور ممدوح ایک ایک معطی کا نام مع رقم خود ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور قابل قدر مدد دینے والوں کو اوسیوقت کسی نہ کسی نشان کے مرحمت کئے جانیکا حکم صادر کردیتے ہیں۔ انیس پاشا گورنر قسطونی نے اپنی گرہ سے اڑھائی ہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔

قسطنطنیہ کے ملکی مدرسہ سلوتریان سے اس سال ۱۱ طالبعلم آخری امتحان میں پاس ہوئے ہیں۔ انمیں دو صاحبزادگان سلطان بھی ہیں۔

تار کی خبریں

۳۱۔ اگست۔ محاربہ چین ۲۵۔ اگست کو اجنبی سفراء و کمانڈروں نے کمیٹی کر کے فیصلہ کیا۔ کہ فتح پیکن کی یادگار قائم کرنے کے لئے ۲۸۔ اگست کو متفقہ افواج شاہی شہر میں سلامی گذریں محل کے رہنے والوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ انکی کسیطرح بیحرمتی نہ کیجائے گی۔ ہانکو کے جرمن تاجروں نے قیصر کو تار دیا تھا۔ کہ وادی ینگسی میں جرمن اغراض کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے۔ قیصر نے اپنی تو فصل کو تار دیا ہے کہ ان نوجنگی جہازوں کے پہونچنے پر جو چینی کو جارہے ہیں۔ یہ انتظام ہو جائیگا (یکم ستمبر)۔ روس نے امریکہ کو لکھا ہے کہ چونکہ سفراء چھڑا لئے گئے ہیں۔ موثر چینی حکومت کے قیام تک میں اپنا سفیر مع فوج پیکن سے ہٹا لیتا ہوں۔ امریکہ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے۔ اور تجویز پیش کی ہے کہ اجنبی کمانڈران موجودہ پیکن ایک ساتھ پیکن کو خالی کر دینے کے لئے صلاح و مشورہ کریں۔ فرانس بھی رضامند ہو گیا ہے۔ لی ہنگ چنگ کو چینی سفیر تسلیم کرنے کی تجویز پر بھی غور ہو رہا ہے۔ دول روس کی تجویز مان لینے کو تیار ہیں۔ عام یقین کیا جا رہا ہے۔ کہ مزید و خوفناک پیچیدگیوں سے بچنے کی صرف ایک یہی تدبیر ہے کہ پیکن خالی کر دیا جائے۔ البتہ دول ٹاکو اور چند دیگر اہم موقعوں پر آئندہ کے لئے معقول ضمانتیں نہ ملنے تک، قابض رہینگی۔

۳۱ اگست محاربہ ٹرانسوال۔ بویروں کو ٹال میں ریلوے لائن توڑنے کی کوششوں میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اور وہ سخت نقصان اٹھا کر دریا بفلو عبور کر کے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ برابر مچاڈاڈارپ تک ٹرینیں جا رہی ہیں۔ جنرل بوتھا نے بویروں کو حکم دیا ہے کہ ماسر رائفلوں کے کارتوس ختم ہو گئے ہیں۔ انکا نیا ذخیرہ ٹرانسوالی گورنمنٹ کو بہم پہونچنے تک وہ اپنی ماسر رائفلیں سرکاری کمیشن کے حوالہ کر دیں۔ جنرل بلر بویروں کا تعاقب کئے جا رہا ہے اور بمقام ہلوٹیا جرنیلان فرنچ اور کیریو کو جا ملا ہے۔ جہاں ان تینوں نے دشمن کے ساتھ الجبش پر حملہ کر کے اوسے متصلہ بلندیوں سے ہٹا دیا۔ بویر لشکر کا حصہ کثیر مع توپخانہ مقام ہارٹین کیطرف ہٹا ہے۔ شمال کی جانب تھوڑی سے گئے ہیں۔ یکم ستمبر۔ لارڈ رابرٹس بلفاسٹ پہونچگئے ہیں۔ خبر ہے کہ ۱۵ سو بویر دو توپیں لیکر زوی سٹیٹ کے شہر کلو کو لان پر حملہ کرنے والے ہیں۔ فکسبرگ کی محافظ فوج کو کمک پہونچا دیگئی ہے۔ [پاؤنیر محاربہ چین و ٹرانسوال کی متذکرہ صدر خبروں پر حسب ذیل ریمارک دیتا ہے:" ان سوالات کا جواب بیشک مشکل سے دیا جا سکتا ہے کہ دوسری طاقتوں کو چھوڑ کر صرف روس کو نفقورہ کے عندیہ کا کسطرح پتہ لگیا۔ اور پھر روس نے صرف امریکہ سے کیوں سلسلہ جنبانی کی معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کا پریسیڈنٹ نو برآئندہ کے انتخاب میں اپنے جتھے کو مضبوط کرنے کے لئے مشرق الاقصیٰ کے جھگڑے سے کنارہ کش ہونا چاہتا ہے۔ لیکن اس خود غرضی کے لئے اگر امریکہ کے اغراض کی پروا نکیگئی تو افسوس کا مقام ہوگا۔ دول نفقورہ کی واپسی کی تجویز کو بآسانی منظور نہیں کرینگی۔ یہ درست ہے کہ ملک میں سب سے زیادہ اقتدار اوسیکو حاصل ہے اور وہی امن قائم کرنے کا سب سے بہتر انتظام کر سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسمیں بھی شک نہیں کہ اگر وہ چاہتی تو فساد کو ہرگز نہ پھیلنے دیتی۔ اوسکی اس ترغیب کو نظر انداز کر کے سزا دینا ہرگز مناسب نہیں۔ بہرحال روس کی خواہ کچھ مرضی ہو۔ انگلستان جرمنی اور جاپان بالضرور نفقورہ کو سزا دیئے بغیر اتفاق نہیں کرینگے۔ ٹرانسوال کی خبروں کی نسبت وہ لکھتا ہے کہ گو یہ خبریں بدستور مجمل ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ہماری کثرت بویروں کو عنقریب بیدست و پا کر دینے والی ہے۔ بلفاسٹ کی لڑائی کے تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے۔ مگر یہ نتیجہ عیاں ہے کہ مچاڈاڈارپ پر جو بویروں کا جدید صدر مقام تھا اب ہمارا قبضہ ہے۔ پری ٹوریا سے وہاں تک ریلوے آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ اور ہماری سوار مقام والٹر وانونڈر تک پہونچگئے ہیں۔ ہلوٹیا ریلوے لائن سے چند میل بجانب شمال ہے۔ وہاں انگریزی فوج کا ہیوپنج جا تا بتلایا ہے۔ کہ جنہے بویروں کے میمنہ کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ اور شمال کیطرف لیڈن برگ کو جانیکا راستہ بند کر دیا ہے۔ ہارٹین کو ڈیلیگوا۔ پری ٹوریا لائن سے ایک شاخ مقام ہوڈین سے جاتی ہے۔ ریلوے کے برابر برابر بڑھکر جبوقت لارڈ رابرٹس نے ہوڈین پر قبضہ کر لیا تو ہارٹین کے بویر کل دنیا سے بالکل علیحدہ ہو جائیں گے۔ جنرل بوتھا کے حکم کی خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔ تاہم خیال ہے کہ اگر وہ ٹھیک ہوتی اور بویروں کے پاس فی الحقیقت کارتوس ختم ہو گئے ہوتے تو وہ فوراً لارڈ رابرٹس سے صلح کی نامہ و پیام شروع کر دیتے۔ شمال کی ریلوے لائن کو توڑنے سے مایوس ہو کر بویروں کا واپس چلا جانا ایک اور حوصلہ بڑھانیوالا امر ہے۔ فری سٹیٹ میں بویر کمانڈر اور لیو کی گرفتاری سے لڑائی کا تقریباً خاتمہ ہو گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ لیڈنی برانڈ پر حملہ کے احتمال کی خبر آئی ہے۔ لیکن اس کو ہتھیار علاقہ کے بویر کوئی نمایاں کارروائی نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی ہی فوج کی خبر رکھیں۔ اور اپنے آپکو گرفتاری سے محفوظ رکھیں۔" بعد کی خبروں سے واضح ہو گیا ہے کہ جنرل بوتھا کے پاس کل توپ ختم ہو جانے کی افواہ بالکل غلط تھی۔ اور فری سٹیٹ میں لڑائی کا خاتمہ ہو جانے کی بجائے بویر پھر تتابان جمع وغیرہ مختلف مقامات پر بجمعیت معقول نمودار ہو کر مشغول معرکہ آرائی ہو گئی ہیں۔ وکیل)۔

محاربہ چین۔ یکم ستمبر۔ اخبارات نے پیکن سے فوج واپس منگوانے کی تجویز کو سخت ناپسند کیا ہے انکی رائے میں اسکا اخلاقی اثر بہت ہی قابل افسوس ہوگا۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ واپسی کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ پھر پرانا طریق حکومت قائم ہو جائیگا۔ اوسکی رائے ہے کہ خواہ بعض طاقتیں کنارہ کش ہو جائیں باقی پیکن پر برابر قابض رہیں۔ جرمن اخبارات مجوزہ واپسی پر متحیر ہو کر یقین ظاہر کرتے ہیں کہ جرمنی اسپر کبھی رضامند نہ ہوگی روسیوں نے ۲۹۔ کو مانچوریا میں مقام سٹ سیکار پر قبضہ کر لیا۔ پانچ جرمنی آہن پوش ہانگ کانگ سے شمال کو روانہ ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ چینی حکام نے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی ہے اب جاپانی بحری سپاہ وہاں سے منگوا لیجائے گی۔ روس نے امریکہ کو تخلیہ پیکن کی مراسلت میں لکھا تھا۔ کہ ہمارا چین کے کسی علاقہ پر قبضہ کر لینے کا ہرگز ارادہ نہیں۔ مانچوریا میں ہم صرف بغرض مدافعت کاربند ہو رہے ہیں۔ اور جونہی امن قائم ہو گیا۔ بشرطیکہ کسی اور طاقت کا فعل مانع نہ ہوا۔ ہم نوچنگ سے اپنی فوجیں واپس بلا لینگے۔ جرمنی سے تین اور جہاز فوجیں لیکر روانہ ہوئے ہیں۔ (۲ ستمبر) روس نے اپنی پالیسی سرکاری طور پر ظاہر کی ہے۔ مراسلہ کا مضمون ہے کہ روسی سفیر اور نوجکو پیکن سے ٹینٹسن چلے جانیکا حکم دیدیا گیا ہے۔ روس چینی کی سلامتی اور چینی حکومت کے جائز اقتدار کو مکمل قائم کرنے کے سوا اور کوئی مدعا نہیں رکھتا۔ دو سو گولندازی ۱۵ ستمبر کو لندن سے چین جائینگے [روس بظاہر گو اپنی بغرضی اور نیک نیتی کا قایل بنانا چاہتا ہے اور دوسری طرف عملی کارروائی ایسی کر رہا ہے۔ جس سے سادہ لوح سے سادہ لوح کے دلمیں بھی شک پیدا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ سمندر اور خشکی کے راستہ اب تک چالیس ہزار فوج یورپ سے چین کیطرف بھیج چکا ہے۔ دسمبر کے ختم ہونے سے پہلے ساٹھ ہزار اور بھیجنے کا انتظام ہو چکا ہے۔ اور ارادہ ہے کہ جب تک چار لاکھ مزید فوج چین میں اور اسکے اردگرد جمع نہ ہو جائے متبتک کوششوں کو سرد نہ پڑنے دیا جائے۔ یہ ظاہر ہے کہ اسقدر فوج روسی اغراض کی حفاظت کے لئے درکار نہیں بلکہ کسی خاص غرض کے لئے وہ جمع کیجائیگی۔ ایسی صورت میں دوسری طاقتیں روس کی قول پر بھروسہ کرتے شاید ہی اپنی افواج واپس بلانے پر آمادہ کیجا سکینگی۔)

۲ ستمبر محاربہ ٹرانسوال۔ بویروں کے پاس ماسر رائفلوں کے کارتوس ختم ہو گئے ہیں۔ اب وہ مارٹینی بندوقیں استعمال کر رہے ہیں۔ برطانیہ کلان نے جرمنی کو جرمن جہازات کی گرفتاری کے تاوان میں نوّے ہزار پونڈ تاوان دیا ہے۔ بعد میں صحت کیگئی کہ نوّے ہزار نہیں ۲۹ ہزار پونڈ دئے گئے ہیں۔ جنرل پاول نے ڈی وٹ کو بوتھا سے جا ملنے سے بکامیابی روکنے کے بعد اب دوسری بویر کمانڈر گرڈلر کو جا گھیرا ہے اور اسے ہتھیار ڈالدینے کے لئے کہا ہے۔ نامہ و پیام جاری ہے۔ ۲۷۔ کے معرکہ فتح مودیہ میں ہمارے ۱۹ قتل اور ۸۲ زخمی ہوئے تھے۔ ہمارے سواروں نے مقام ریڈ (واقع شمالی فری سٹیٹ) پر قبضہ کر کے گولہ بارود اور مویشی کی مقدار کثیر پکڑی ہے۔

عورتیں ۳ بجے ۳۰ منٹ بجے

۳ ستمبر۔ محاربہ چین۔ روسیوں نے ۲۰۔ اگست کو پائچوریا کا مقام منگوٹا فتح کرلیا۔ امریکن کمشنر متعینہ چین مسٹر راک ہل نے رائے ظاہر کی ہے کہ اگر چینی دول کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے میں کامیاب ہوگئے تو اجنبیوں کو واجب ہے کہ چین سے بوریا بستر اٹھا کر چلتے بنیں۔ ہمیشہ کے لئے مستحکم تصفیہ کرالینے کے لئے موجودہ موقعہ قسمت سے ملا ہے۔ اگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو پھر فساد برپا ہو جائینگے۔ شنگہائی کے قونصل ان واقعات سے جو پیکن میں گذر رہے ہیں بالکل بے خبر ہیں۔ انکو تاروں کا بھی کچھ جواب نہیں آتا۔ چینی سوداگروں کو اندیشہ ہے کہ اگر جلد تصفیہ نہ ہوا تو مالی حالت نازک ہو جائیگی۔ روسی سپاہ نے کرفتست سیکار سے پائچوریا میں محاربہ کا پہلا مرحلہ طے ہوگیا ہے۔ امور سے جاپانی قونصل واپس بلالیا گیا ہے۔ چینی برابر شہر سے چلے جارہے ہیں۔ کئی خالی مکان لوٹ لئے گئے ہیں۔ روس نے تخلیہ پیکن کی تجویز والے مراسلہ مورخہ ۲۵۔ اگست میں وعدہ کیا ہے کہ امن قائم ہوتے ہی وہ کل پائچوریا سے اپنی افواج واپس بلالیگا۔ نوچنگ اور روسینو کی مرمت کردہ ریلوے لائنوں میں دوسری طاقتوں کے حقوق والغراض برابر قائم رکھی جائیں گے۔ انگلستان میں جن ڈاکٹروں کو چینی مہم کے لئے تیار رہنے کا ایما کیا گیا تھا انکو اطلاع دیگئی ہے کہ انکی خدمات کی ضرورت سردست نہیں رہگئی۔ پیکن سے آخری مراسلہ ۲۲۔ اگست کا لکھا ہوا پہونچا تھا شنگہائی میں خیال ہے کہ مالی وجوہات اور فوجکی خوراک کی انتظام کی مشکلات سے مجبور ہوکر روس نے پیکن سے فوج واپس منگوانیکا عزم کیا ہے۔ چینی جرنیل یوان شکائی۔ بیس ہزار فوج لیکر جرمن چینی علاقہ کیاشو کی حد پر مقیم ہے کہ اگر جرمن اور علاقہ غصب کرنا چاہیں تو انکی مزاحمت کیلئے

(۴ ستمبر) جب تک سفراء کی رپورٹیں موصول نہ ہولیں انگلستان اور دوسری طاقتیں غالباً پیکن کو چھوڑنے پر رضامند نہیں ہونگی۔ ۲۸۔ اگست کو پیکن سے خبر آئی ہے کہ لوٹ کھسوٹ سے محفوظ رکھنے کے لئے روسی افواج شاہی محل پر قابض ہوگئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیکن اور اسکے قرب وجوار میں کوئی دشمن نہیں رہگیا۔ چینی وزیر ریلوے لائنوں اور پرمٹ کے اعلیٰ انگریز افسر سر البرٹ ہارٹ کے توسط سے دول سے خط وکتابت کررہے ہیں۔ کہ شاہی محل کو گرایا نجائے۔ سر مذکور نے محکمہ پرمٹ کا اہتمام پھر لے لیا ہے۔ انگریزی اور فرنچ افواج کو قیام امن میں امداد دینے کے لئے جرمن فوج ہی دوسانگ میں اتری ہے۔ تشریح کی گئی ہے کہ امریکن

۳۔ ستمبر۔ محاربہ ٹرانسوال۔ جنوبی افریقہ کی تمام بڑے رستے اور سڑکیں دشمن سے صاف ہوگئی ہیں۔ کمانڈر اولیور کو آٹھ انگریز والنٹیروں نے پکڑا تھا۔ وہ ایک غار میں چھپ گئے۔ اور جب بویر دستہ گذرا تو اوسے ہتیار رکھدینے کے لئے کہا۔ بویر دو سو ۸۰ تھے۔ وہ سمجھے انگریزی فوج بہ تعداد کثیر ہے۔ ۲۸ نے ہتھیار ڈالدیئے اور دو سو بھاگ گئے۔ بویروں نے دریا کلپ کے قریب لائن کو توڑ کر ۲۸ چھکڑوں کی ایک ٹرین جلادی ہے بویر باشندگان پرٹوریا کا بیان ہے۔ کہ اب لڑائی ختم ہوا چاہتی ہے۔ کیونکہ ڈیلیگوا ریلوے پر انگریزی قبضہ ہو جانے سے بویروں کے لئے رسد اور سامان جنگ کا بہم پہونچانا محال ہوگیا ہے۔ جنرل بلر کل لیڈن برگ کی سڑک پر جو ۱۲ میل بڑھا۔ اور کرا کو ڈایل دریا کو عبور کرکے بویر طلیعوں کو پسپا کیا۔ کروگر اور سٹین بارٹن پہونچگئے ہیں۔ جرنیلان بلوم فاؤنٹین پوٹرز برگ اور نلسٹروم کے درمیان ریلوے لائن کی حفاظت کررہے ہیں۔ پرٹوریا کی فتح یعنی ۵۔ جون سے بعد اب تک جسقدر لڑائیاں ہوئی ہیں انکی میدان ۵ جنگ میں چار سو ۴۰ بویروں کی لاشیں گنی گئی ہیں۔ اگرچہ لڑائی ختم ہونے کے قریب ہوگئی ہے۔ عام خیال ہے کہ جنرل ڈی وٹ جنرل بوتھا کی اطاعت پذیری کے بعد بھی لڑتا رہیگا۔

لارڈ رابرٹس نے ٹرانسوال کے الحاق کا اعلان کردیا ہے۔ سرکیرنگٹن ٹرانسوال سے ہوڈیسیا جاتے ہیں ایک بویر شکر اس انگریزی علاقہ پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔ ۱۵ سو بویر توج مقام کوماتی کو بھیجی گئی ہے کہ سوازی لینڈ سے جو انگریزی دستہ بڑھا آرہا ہے۔ اسکا مقابلہ کریں۔ جنوبی افریقہ میں ہمارے انجنیر اسوقت صرف ۹۰۔ انجنوں سے ۱۱ سو میل لمبی لائین پر کام لے رہے ہیں۔ کیپ کولونی کی لائنیں فوج کو ہر طرح سے بڑا کام دے رہی ہیں۔ نٹال کی لائینوں نے بہت کم کام دیا۔ پانسو بویر قیدیوں کو جو قصبہ جوہانسبرگ سے آٹھ میل جنوب ایک جیل خانہ میں مقید تھے رہا کرکے مسلح کردیا ہے

کرنیل پلومر نے بمقام دریا پنیار بویر کمانڈر پرٹیوریس کے لشکر کو شکست دیکر ۲۶ بویر ۳۱ چھکڑے اور ۱۱ سو مویشی پکڑے۔ ڈی وٹ نے جو خالص انسل بویر ہے شروع اگست میں انگریزی ڈاک کے تین سو تھیلے دزدی سے ۸ میل

سلطان المعظم کی جوبیلی۔ انگریزی بیڑہ بحیرہ روم کا امیر البحر فتزجیرالڈ افسر لیکر اپنی گورنمنٹ کے حکم سے شرکت جشن جوبیلی کے لئے قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ بیڑہ بحیرہ منوس میں ہے۔ اوسپر جراغان یکگئی (منوس ایک ترکی جزیرہ ڈارڈینلز کے قریب ہے۔ وکیل)۔ گلاسگو میں اور چند کیس طاعون کے ہوئے۔

یوگنڈا میں پھر فساد وبغاوت برپا ہوگئی ہے۔ ساحل سے آمدورفت منقطع ہوگئی ہے۔ موقعہ فساد کو فوجیں بھیجی گئی ہیں۔ (اگر فساد جلد فرو نہ ہوا۔ تو شاید ہندوستان سے بھی کچھ فوج بھیجی جائے۔ ایک ہندوستانی پلٹن دو برس سے ابھی وہیں ہے۔ وکیل)۔

۵ ستمبر۔ محاربہ چین۔ انگریزی دستہ نے ۲۰ اگست کو پیکن سے جنوب شاہی عیدگاہ میں گشت کرکے ایک ہزار چینی سپاہ کو بھگا دیا۔ بتیس چینی قتل ہوئے۔ اور انکے پانچ گاؤں جلادیئے گئے۔ اوسوقت سے بعد چینی غائب ہوگئے ہیں۔ فنفورہ مقام طیون فو میں ہے۔ جہاں گورنری ایوان میں پچاس اجنبی پادری قتل کئے گئے ہیں۔ فنفورہ نے حکم دیا ہے کہ جنوبی چین کے ان گورنروں کے طریق عمل کی تحقیقات کیجائے۔ جنہوں نے اجنبی قونصلوں سے عہد وپیمان کیا ہے۔ وہ غالباً معزول کئے جائینگے۔ جنرل چیفی ٹینڈیسن سے خبر دیتا ہے کہ اس نواح میں لڑائی بند ہوگئی ہے۔ چینی کبھی کبھی کوئی ایک آدھ گولی سر کردیتے ہیں۔ جب تک دریا منجمد نہ ہو۔ پیکن کی ریلوے لائن کی مرمت نکیجائیگی (طیان تو صوبہ شانسی کا صدر مقام ہے۔ وہ فیصلدار شہر ہے۔ مگر چنداں مضبوط نہیں فنفورہ نے غالباً اوسکی مضبوطی کے لئے نہیں۔ بلکہ وہانکو گورنر کے ہم خیال ہونیکی وجہ سے اس مقام کو رہائش کے لئے پسند کیا ہے۔ اسکی آبادی پچاس ہزار کی ہے۔ اور وہاں ایک سرکاری اسلحہ خانہ اور بارود بنانے اور توپیں ڈھالنے کا کارخانہ بھی ہے۔ گورنر کا نام یوہسین ہے۔ جو مانچو خاندان سے ہے۔ اجنبیوں کا جانی دشمن ہے۔ اور باکسروں کا بڑا حامی۔ ملکہ کے طریق عمل سے دن بدن واضح ہوتا جاتا ہے کہ دارالخلافہ کے چھن جانے کے باوصف اجنبیوں کی بیخکنی کے عزم سے دست بردار ہونا نہیں چاہتی۔ اسکی تصدیق لی ہنگ چینگ کے ساتھ دو مخالف اجنبیان وزراء کو مصالحت کے لئے چینی ایلچی مقرر کرنے سے بھی ہورہی ہے۔ اگر ملکہ کی نیت نیک ہوتی تو اکیلا لی ہنگ چینگ کافی تھا۔ اجنبی رعایا کے گورنروں کو جو ہانکو کے حامی ہیں مقرر کرتی۔ ایسی صورت میں غالباً روس بھی پیکن خالی کردینے کی تجویز پر زور نہیں دیگا۔ جرنیل یوان شیکائی چینی جرنیلوں میں سب سے بہترین ہے۔ جو ۱۸۹۶ء میں اوسکے ماتحت ۷۰۰۰ فوج تھی۔ جسکے سپاہی خوب قدآور جفاکش اور بہادر تھے۔ اور اس فوج کے پیدل ماسر رائفل سے سوار چھوٹی ماسر رائفل اور نیزہ سے مسلح تھے اور آپس ساٹھ توپیں کرپ قسم کی تھیں۔ یہ فوج آداب وفنون حرب میں جدید طریقہ کے مطابق خوب ماہر تھی۔ اور خود جرنیل مذکور بھی نہایت مستعد۔ امیاندار۔ قابل سپاہی اور اپنی ماتحت فوج کی برجستگی دستواری کا دلسے شائق ہے۔ لارڈ ڈبر سفورڈ نے اپنی کتاب میں اسکی بڑی تعریف کی ہے۔ وکیل)

۵ ستمبر۔ محاربہ ٹرانسوال۔ پانچ بویر شکر لیڈی برانڈ کو گھیرے ہوئے ہیں۔ محصورین سخت مزاحمت کررہے ہیں۔ جنرل ہنٹر سرعت اونکی کمک کو جارہا ہے۔ جنرل بیڈن پاول پری ٹوریا سے کیپ ٹون کو روانہ ہوگیا ہے۔ جنرل پلومر کو بمقام رودی گاپ دوسرے معرکہ میں چالیس ہزار کارتوس۔ ایکسو رائفلیں اور سامان رسد کی بہمقدار کثیر ملی۔ جنرل ہارٹ نے ۳۱ کو ایک بویر دستہ پر جو جوہانسبرگ کے واٹر ورکس کو توڑنا چاہتا تھا۔ اچانک حملہ کرکے اسکو منتشر کیا۔ ڈی وٹ کی فوج کے ایک دستہ کو بھی اس نواح میں سخت نقصان کے ساتھ شکست ملی۔ بویروں نے ایک ڈویژن کی زیر سرکردگی کروگر ڈارپ کے درمیان سخت مزاحمت کی۔ اور نقصان کثیر اٹھایا۔ جنرل بلر لیڈنبرگ کو بڑھ رہا ہے۔ اوسنے جنرل بوتھا کو ایک درہ میں موجہ بند پایا۔ جنرل بلر اسکے بازو سے نگذر سکا۔ بوتھا کے پاس وزنی توپیں بھی ہیں لارڈ رابرٹس نے بلر کو کمک بھیجی ہے۔ بویروں نے پٹیرزبرگ کے قریب ایک ٹرین گرادی۔ اوسپر جو سپاہی سوار تھے۔ انمیں سے بعض زخمی ہوئے۔ لارڈ رابرٹس غالباً وسط اکتوبر میں روانہ ہوکر یکم نومبر کو لارڈ ولزلی سے سپہ سالاری کا چارج لینگے۔ لیڈی برانڈ کے محصورین تعداد میں ڈیڑھ سو ہیں۔ انکے پاس کوئی بڑی توپ نہیں۔ محاصرہ کنندہ فوج میں دس وزنی توپیں اور دو تین ہزار کے قریب بویر ہیں۔

روزبازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپا۔